اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
سید نفیس الحسینی

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

# انوارِ مدینہ

ماہنامہ — لاہور

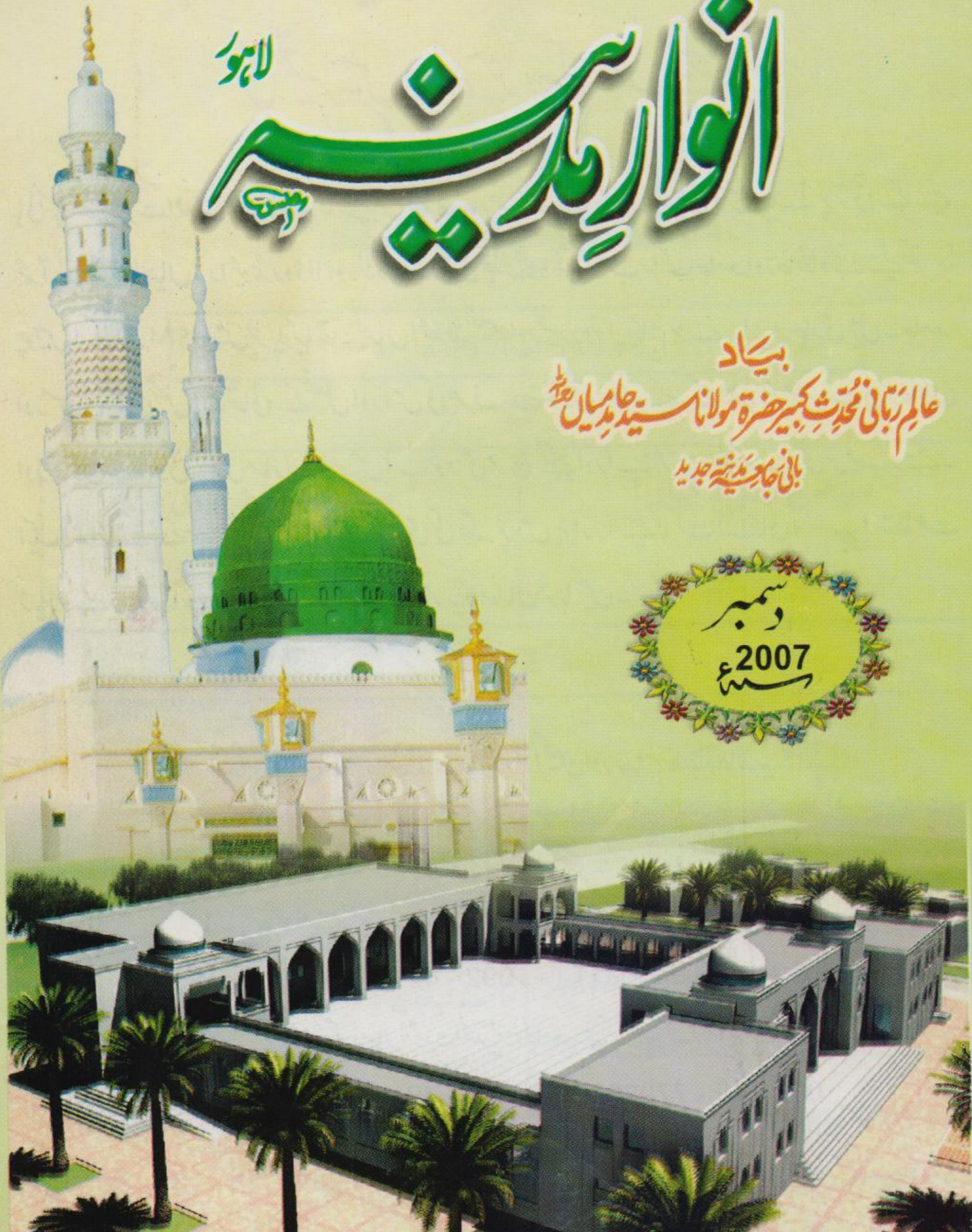

بیاد
عالم ربانی محدث کبیر حضرة مولانا سید حامد میاںؒ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

دسمبر
2007ء

زیر تعمیر مسجد حامدؒ

ماہنامہ

# انوار مدینہ

| جلد : ۱۵ | ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ / دسمبر ۲۰۰۷ء | شمارہ : ۱۲ |
|---|---|---|

| سیّد محمود میاں | سیّد مسعود میاں |
|---|---|
| مدیر اعلیٰ | نائب مدیر |

**بدلِ اشتراک**

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............ سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.......................سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ.............................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

**ترسیل زر و رابطہ کے لیے**

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 7914-2 مسلم کمرشل بنک

**فون نمبرات**

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311

خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310

فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662

رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702

موبائل : 092 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| حرفِ آغاز | | ۳ |
| درسِ حدیث | حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ | ۵ |
| ملفوظات شیخ الاسلامؒ | حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ | ۱۲ |
| حکیم فیض عالم کی بے راہ رَوی | حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ | ۱۴ |
| حضرت مولانا طلحہ صاحب.... | | ۲۷ |
| طلبہ دینیہ سے خطاب | جناب قمر عثمانی صاحب | ۴۳ |
| عورتوں کے رُوحانی امراض | حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ | ۴۴ |
| حضرت فاطمہؓ کے مناقب | حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ | ۴۶ |
| گلدستۂ احادیث | حضرت مولانا نعیم الدین صاحب | ۴۸ |
| یہودی خباثتیں | جناب عبداللہ التل صاحب | ۵۱ |
| دینی مسائل | | ۵۶ |
| اخبار الجامعہ | | ۵۸ |
| جامعہ مدنیہ جدید کا ماسٹر پلان | | ۶۴ |


آپ کی مدتِ خریداری ماہ..................ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ..............روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

**نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !**

۱۲؍نومبر کو قومی روزنامہ میں ایک خبر شائع ہوئی جس میں بھارتی وزیر دفاع اے کے انتھونی نے خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ :

> بھارت سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ پڑوس میں امن و اِستحکام یقینی بنانے کے لیے بھرپور کردار اَدا کرے۔ یہ بات اُنہوں نے نئی دہلی میں سٹریٹیجک ماہرین اور دفاعی منصوبہ سازوں سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ بھارت خطے کا اہم ملک ہے موجودہ حالات میں بھارتی سیکورٹی اِداروں کو کسی بھی چیلنج سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

پاکستان کی نازک صورتِ حال کا اندازہ کرنے کے لیے بھارتی وزیر دفاع کا یہ بیان کافی ہے۔ اِس بیان سے پاکستان کی سیاسی اور عسکری قوتوں کا کھوکھلا پن واضح ہو رہا ہے اور تا حال اِس سنگین نوعیت کے بیان کے جواب میں پاکستان کی حکومت کی طرف سے کوئی مناسب ردِّعمل سامنے نہ آنے سے ملکی اِداروں کے عدمِ استحکام پر گویا مہرِ تصدیق ثبت ہوگئی ہے۔

پاکستانی قوم کو بھارتی وزیر دفاع کے بیان پر کسی بھی ردِّعمل سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکتے ہوئے اُن عوامل کو تلاش کرنا چاہیے جس کی وجہ سے حالات اِس درجہ گر گئے کہ بھارتی وزیر دفاع کو ایسا بیان دینے کی جرأت ہوئی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اِس کی اصل ذمہ دار پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت ہے۔ پاکستان کی سیاسی قوتیں اپنے ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دیتی ہیں۔ اُن کی اِسی رَوِش سے فائدہ اُٹھا کر فوج مداخلت کرتی ہے اور یوں چپڑاسی ملک کا مالک بن بیٹھتا ہے اور اقتدار کا چسکا اُس کو اپنے اصل مقصد سے ہٹا دیتا ہے اور یوں ملک کی جڑیں کھوکھلی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بعد اَزاں عوام اپنے سیاسی قائدین کی ملک دُشمن پالیسیوں کے عبرت ناک انجام سے سبق نہیں لیتے اور پھر سے سیاسی بے شعوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُنہی مفاد پرست قوتوں کو ووٹ دیدیتے ہیں، بار بار کے اِس ناپسندیدہ عوامی عمل نے دُشمن کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ وہ پاکستان کے اندر براہِ راست مداخلت کی منصوبہ بندی کرے اور خدانخواستہ ایک بار پھر سقوطِ ڈھاکہ جیسا سانحہ جنم لے۔

اِن بدترین حالات کا اصل ذمہ دار ہم بجاطور پر پنجاب اور سندھ کے عوام کو قرار دے سکتے ہیں جنہوں نے سیاسی آزموداؤں کو بار بار آزما کر ملک کا ستیاناس کر دیا اور آنے والے انتخابات میں بھی وہ ایک بار پھر اپنی سابقہ غلطیوں کے اعادہ پر کمربستہ نظر آرہے ہیں اَب بھی وقت ہے پھر سے سوچ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ جھٹکا ملک کی سلامتی کے لیے آخری ثابت ہو اور آئندہ کو تلافی مافات کا موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ.

## جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد ؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا درسِ حدیث علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

## زُہد کا تعلق قلب سے ہوتا ہے ۔ رہبانیت عیسائیوں کی ایجاد ہے
## حضرت ابوذرؓ مال جمع کرنے کے مخالف تھے اُس کی گردش کے نہیں
## غلامی کا حکم ملتوی ہے منسوخ نہیں

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 54 سائیڈ B 13-12-1985)

**الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!**

یہ صحابۂ کرام کے فضائل و مناقب ہیں اُن میں حضرتِ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت میں آیا ہے کہ آسمان تلے اور زمین کے اُوپر اِن سے زیادہ صاف گو دُوسرا آدمی نہیں ہے اور دُوسری روایت میں '' اَوْفٰی '' کا لفظ بھی ہے لہٰذا مکمل طرح بیان کرنے والے اِن سے زیادہ اور کوئی نہیں ہے اِس میں آتا ہے شِبْہُ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مشابہ ہوں گے یا ہیں یَعْنِیْ فِی الزُّھْدِ زُہد میں اُن کے مشابہ ہیں۔

### زُہد کا مطلب :

زُہد جو ہے اِسلام میں دُنیا سے محبت نہ ہونے کو کہا جاتا ہے دِل میں دُنیا کی محبت نہ ہو یہ زُہد ہے اور

دُنیا کی محبت ہو یہ زُہد نہیں ہے چاہے اُسے کچھ بھی میسر نہ ہو۔

## عرب کی کچھ منڈیاں :

حضرتِ جنیدِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے اِس طرح کا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے منٰی میں ایک تاجر کو دیکھا جو اپنے کاروبار میں لگا ہوا تھا، عرب میں کچھ بازار اور کچھ منڈیاں زمانۂ جاہلیت سے ہر سال لگا کرتی تھیں یہ شروع ہوتی تھیں یکم ذی قعدہ سے۔ عکاظ ، مجنہ ، ذوالمجاز پھر منٰی اِس طرح سے اِن بازاروں کے نام تھے۔ یکم ذی قعدہ سے بارہ تیرہ ذی الحجہ تک تقریبًا ڈیڑھ مہینہ چالیس دن سے کچھ زیادہ یہ طائف کی طرف سے جو راستہ آتا ہے اُسی میں یہ سارے بازار لگتے تھے۔ بازار کہہ لیجیے پینٹھ کہہ لیجیے سالانہ منڈیاں کہہ لیجیے اُس میں قسم قسم کا سامان ہوتا تھا جو لوگ خرید وفروخت کرتے تھے اسلام کا جب دَور آیا تو بھی یہ رہا، یہ ایک صدی کے بعد تقریبًا ایک سو اُنیس میں یہ بازار ختم ہوئے اَب منٰی کا بازار رہ گیا، تو منٰی میں حجاج کی جو روزمرہ کی کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں وہاں اُس کا بازار لگ گیا اُن کو اِس سے سہولت ہوتی تھی باقی جو اور چیزیں ہوتی ہیں خرید وفروخت کی تو اُن کی مکہ مکرمہ میں بہت بڑی بڑی مارکیٹیں ہوگئیں ہیں اَب تو یہ صورت ہے باقی شروع اِسلام میں یہ ایک صدی سے زیادہ رہا ہے پھر ایک دَور آیا سخت خیال لوگوں کا خوارج کی قسم تھی وہ، اِن لوگوں نے یہ مارکیٹیں بند کردیں بازار بننے بند کردیے منڈیاں لگنی بند کردیں۔

## ایک تاجر کا قصہ جو زَاہد تھا :

حضرتِ جنیدِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک شخص کو جو دن بھر اپنے کاروبار میں لگا رہا منٰی میں اور اُس کا دل خدا سے ذرا سی دیر کے لیے بھی غافل نہیں ہوا اور دُوسری طرف اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک فقیر کو دیکھا جو مانگتا ہی پھرتا رہا دن بھر اور خدا کا نام لے کر خدا کا واسطہ دے کر مانگتا رہا ہے لیکن دل خدا کی طرف ذرا سی دیر کے لیے بھی نہیں بس دُوسروں کی طرف دیکھتا رہا ہے۔

## زُہد دل سے ہوتا ہے :

تو درحقیقت جسے زُہد کہا جائے وہ ہے ہی قلب سے تعلق رکھنے والی کیفیت تو اِس کو تعلق کس سے ہے

اگر دُنیا سے ہے تو زاہد نہیں۔ اور اِس کو بڑی خطرناک چیز بتایا گیا ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ یہ دُنیا کی محبت جو ہے ہر گناہ کی جڑ ہے ہر گناہ اِس سے نکلتا ہے تو یہ زَاہد نہ ہوا بلکہ اِس کے اُلٹ ہوا۔

دُوسری طرف زُہد ہے زُہد کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا سے محبت نہ ہو چاہے وہ اُس تاجر کی طرح ہو جو دن بھر کاروبار میں لگا رہا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اُس کے قلب کے بارے میں نظر رکھتے رہے اور اَنداز فرماتے رہے تو چاہے وہ بادشاہ ہو جیسے عمر ابن عبد العزیزؒ تھے یا اور کوئی ہو ساری دُنیا کا بادشاہ ہو جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام جو زاہد تھے۔

## رہبانیت عیسائیوں کی ایجاد ہے اِسلام میں زُہد ہے :

تو زُہد کا مطلب یہ سمجھ لینا کہ تارک الدنیا ہو جائے ایک طرف بیٹھ جائے جا کر وہ زاہد ہے یہ غلط فہمی ہے اِس کا نام ہے رہبانیت یہ عیسائیوں نے ایجاد کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اِنہیں یہ نہیں بتایا وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنَاھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ ہم نے تو یہ کہا تھا کہ خدا کی رضا چاہو اگر تم کمائی کرو گے مقصد یہ ہوگا کہ میں لوگوں کی ضرورتیں پوری کر سکوں اَور خدا راضی ہو تو یہ بھی دُرست ہے اور تارک الدنیا ہو کر بیٹھ جانا یہ اُنہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے اسلام میں یہ ہے ہی نہیں سرے سے، اگر اسلام میں یہ ہوتا تو حکومت کیسے ہوتی فتوحات کیسے ہوتیں۔

البتہ دُوسری چیز پر بڑا زور دیا کہ تعلق دل کا جو ہے وہ خدا سے رکھو وہ اِن چیزوں سے نہ رکھو وَلَایَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا یہ دُنیاوی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے وَلَایَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ اور تم کو خدا کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے شیطان، "غرور" جو ہے شیطان کا نام ہے غرور کے معنٰی دھوکے میں ڈالنے والا اور وہ شیطان ہے یہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے تو اَصل چیز جو شریعتِ مطہرہ نے بتلائی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بتلائی اور جسے فلسفیانہ طور پر بھی صحیح تسلیم کرنا پڑے گا وہ یہی ہے کہ اَصل تو ہے دل کا تعلق کہ وہ کس سے ہے وہ اگر خدا سے ہے تو سب ...... ٹوٹتے چلے جائیں گے سارے کام کرے گا زیادہ کام کرے گا دیانت داری سے کرے گا اور اگر یہ نہیں ہے دُنیا سے تعلق ہے تو دُنیا کی خاطر ہر کام کرے گا اور ہر بُرائی کرے گا اور برائی میں پڑتا چلا جائے گا۔

تو زُہد کا تعلق دل سے ہوا نہ مال سے ہے، نہ جان سے ہے نہ مرتبے سے ہے نہ بادشاہت سے ہے نہ فقیری سے ہے، ہوسکتا ہے کہ ایک فقیر ہو جو جھونپڑی میں رہتا ہو لیکن دل اُس کا اِدھر ہی لگا رہتا ہو کہ کوئی میرے پاس آئے مجھے ماننے والا اور شاید اُس نے یہ حلیہ اِسی لیے اپنایا ہو کہ مجھے ماننے والے بڑھ جائیں تو اُس کا دل تو دُنیا میں لگا ہوا ہے خدا کی طرف نہیں ہے۔ اور ایک شخص جو دُنیا کے کاموں میں لگا ہوا ہے لیکن اُس کا خدا سے تعلق ہو چاہے وہ پوری دُنیا کا بادشاہ ہو اور یہ اُس کے تابع ہو، مخلوقات جو غائب ہیں وہ بھی تابع ہوں لیکن تعلق خدا سے ہو تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مثال ہے وہ زاہد بھی تھے زاہد سے بھی آگے نبی تھے نبوت خدا نے اُن کو عطاء فرمائی تھی تو نبی تو زاہد سے بھی بہت آگے ہوتا ہے اُس کو تو سوائے خدا کے کسی سے تعلق ہوتا ہی نہیں تو زُہد کا لفظ یہاں آیا حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی زاہد تھے سفر بھی فرماتے رہے سب کچھ کرتے رہے اور اپنے پاس کبھی کچھ نہیں جمع کرتے تھے۔

## حضرت ابوذرؓ مال جمع کرنے سے روکتے تھے اُس کی گردش سے نہیں :

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جو مسلک تھا وہ یہ تھا کہ روپیہ پیسہ یہ جمع کرنے کی چیز نہیں ہے یہ گردش کی چیز ہے ہر وقت کام میں آنا چاہیے کسی نہ کسی۔ ادنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ کسی کی ضرورت پوری ہو جائے کھانے پینے پہننے اُس سے اُوپر کا درجہ یہ ہے کہ قومی ضرورت مُلکی ضرورت پوری ہو تجارت میں لگا رہے اور مال کے محفوظ رہنے کا جو معاملہ ہے اُس کا تعلق بیت المال سے ہے اگر جمع رہ سکتا ہے تو وہاں رہ سکتا ہے لوگ اپنے پاس جمع نہ رکھیں کیونکہ بیت المال سے غرباء میں تقسیم ہوتا ہے اور اُن کے کام آکر پھر سے گردش میں آجاتا ہے۔

## نبی علیہ السلام کی تعلیم ...... مال اور گردش :

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بھی یہی سبق دیا ہے ایک دن عصر کی نماز پڑھائی ہے پھر جنابِ رسول اللہ ﷺ اچانک ایک دم تشریف لے گئے لوگوں کو تشویش ہوئی کہ یہ خلافِ عادت ایسے ایک دم اُٹھ کر جانا یہ کیسے ہوا؟ تو تشریف لائے پھر فرمایا لوگوں کے اِستفساری چہروں سے اَنداز فرمایا کہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں بتلایا کہ بات یہ ہوئی کہ مجھے خیال آیا کہ ہمارے پاس جو کچھ مال تھا وہ تقسیم کر دیا مگر ایک "تِبرٌ"، یعنی ٹکڑا سونے کا وہ میرے ذہن میں آیا کہ وہ رہ گیا تو میری طبیعت میں خیال آیا کہ اَب رات

ہوجائے گی تورات کو بھی میرے پاس رہے گا تو میں نے چاہا کہ وہ تقسیم کردوں یہی حال اَزواجِ مطہرات کا بھی تھا اُن کو بہت کچھ ملتا تھا مگر سب تقسیم کردیتی تھیں جو ضرورت مند آیا ضرورت کا اِظہار کیا اُس کو اُنہوں نے دے دیا۔ غلاموں کو آزاد کرانا وغیرہ وغیرہ۔

## اِسلام کی اخلاقی برتری .......... جنگی قیدی/ غلام بنانا :

ایک دَور تھا غلامی کا کہ جنگی قیدی نہیں رکھے جاتے تھے جنگی قیدی رکھنے کا مطلب تو یہ ہے کہ سرکاری خرچ ہو اُن پر، وہ لوگ یہ نہیں کرتے تھے بلکہ اُن سے نوکروں والا کام لے لیتے تھے تو اُن کو بانٹ دیتے تھے وہ غلام ہوگئے باندیاں ہوگئیں یہ طریقہ تھا تو اِسلام نے بھی جنگی قیدی جو رکھے اُن کو اِسی طرح سے کیا اَب دَور بدل گیا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے یہ کہ اگر کوئی کافر ہمارے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے تو ہمیں اُس سے زیادہ اچھا حسنِ سلوک کرکے دکھانا چاہیے نَحْنُ اَحَقُّ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ مِنْھُمْ جو اخلاق کی برتریاں ہیں بلندیاں ہیں، ہم اُن سے زیادہ حق دار ہیں ہم پر یہ زیادہ واجب ہیں۔

اگر وہ کسی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کررہے ہیں تو ہم اُس سے زیادہ کریں قیدیوں کا بھی یہی ہے بعد میں دستور بدل گیا۔ ایک کھیل ہوتا تھا سالانہ اِٹلی میں جس میں یہ غلاموں کو مارا کرتے تھے زخمی کرتے تھے۔ بہرحال تڑپا تڑپا کے مارتے تھے اِسلام نے یہ تو منع کردیا ہے مُثلہ (کان ناک ہونٹ چوٹی کاٹنا اور آنکھیں نکال دینا وغیرہ) بھی منع ہے منہ پر مارنا بھی منع ہے غلام ہو کافر ہو اُس کے منہ پر بھی مارنا منع کیا گیا تو اِسلام نے بہت زیادہ اُن سے بہتر سلوک بتائے ہیں شاید اِس کا یہ اثر پڑا ہو کہ پھر اُنہوں نے غلام بنانا چھوڑ دیا اور اسلام نے بھی چھوڑ دیا کیونکہ تعلیم ہے کہ ہم اُن سے بھی بہتر سلوک کریں۔ اَب اُنہوں نے جنگی قیدیوں کا ایک سلسلہ شروع کردیا تو اسلام میں بھی یہ جائز نہیں رہا لہٰذا جنگی قیدی رکھے جاسکتے ہیں غلام نہیں بنایا جاسکتا ہر کسی کو، لیکن اگر کسی وقت اُنہوں نے ایسی حرکت پھر شروع کردی کہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنالیں اور باندیاں بنالیں اُنہیں جیسے تقسیم کے وقت مشرقی پنجاب میں مسلمان عورتیں رہ گئیں تو پھر ہمارے لیے بھی یہ جائز ہوجائے گا۔

## غلام اور باندی کا حکم ملتوی ہوا ہے منسوخ نہیں :

یہ حکم ملتوی ہے منسوخ نہیں، ناسخ اِس کا کوئی نہیں اور اِلتواہی کی ضرورت ہے نسخ کی ضرورت نہیں۔

عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طبیعتِ مبارکہ میں زُہد بہت تھا کوئی چیز نہیں رکھتے تھے ابوذر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی

تھا کہ پیسہ جمع نہیں رکھتے تھے لیکن آمدنی کے ذرائع مثال کے طور پر جائداد ہو یا گزر اَوقات کا طریقہ کچھ اور ہو اُس کے وہ قائل تھے اُس کا انکار نہیں کیا تو گزر اَوقات کے ذرائع ہوں اُن سے وہ کام اپنا چلاتا رہے اور باقی دُوسرے ضرورت مندوں پر خرچ کرتا رہے اور خدا سے ثواب کی اُمید رکھے یہ ہے تعلیم۔

مزید بہتر :

اور ایک اِس سے بھی بہتر طریقہ اسلام نے بتایا ہے ایثار یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ دُوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے اپنے آپ اُس کی شدید ضرورت ہو جس چیز کی خود کو شدید ضرورت ہے اُسے دُوسروں کو دیتے ہیں اور یہ ایسا تھا کہ اِس عادت نے پوری طرح رواج پایا اور یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ یہ صرف خلفاء راشدین کے دَور تک یا اُس سے پہلے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے تک رہا ہے نہیں بلکہ بعد تک رہا ہے اِس کی مثالیں ہر زمانے میں اور شہداء میں بھی ملتی ہیں تو اُس میں ایک قصہ یہ ہے کہ پانی مانگا ایک زخمی نے تو اُس کے پاس لے کر پانی پہنچے ہیں تو دُوسرے نے مانگا اِس نے کہا کہ اُسے دو اُس کے پاس گئے تو اُس نے آواز سُنی کسی اور کی تو اِس نے کہا کہ اُسے دو اُس کے پاس گئے تو انتقال ہو گیا اُس کا پھر جب دُوسرے کے پاس آئے تو اِس کا بھی تیسرے کے پاس واپس لوٹ کے گئے تو اُس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اِس میں دو چیزیں ہیں بیک وقت ایک ایثار دُوسرے اپنے درجے کی بلندی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ زخمی جسے (زخمی ہونے کے بعد) کسی قسم کی سہولت نہ مل سکی ہو اُس کا درجہ اللہ کے یہاں زیادہ بلند ہے تو یہ اپنے درجے کی کمی نہیں چاہتے تھے اُس وقت بھی جبکہ اُن کی یہ حالت ہو کہ شہید ہو رہے ہیں دَم نکل رہا ہے زخمی ہیں اُنہیں اپنے درجے کا خدا کے قرب کا خیال تھا تو دُوسروں کو ترجیح دینا ایثار ہے یہ اِسلام کی تعلیم ہے۔

تو زُہد ہوا یعنی دُنیا کی محبت نہ ہو چاہے کتنا بھی مال ہو کسی کے پاس آتا رہے مال آتا رہے کوئی فرق نہیں پڑتا زُہد پر۔

نبی علیہ السلام کی دُعا اور مال کی کثرت :

یہ قدرتی طور پر ایسے ہی ہے ایک صحابی تھے اُن کو لے گئیں اُن کی خالہ اور دُعاء کے لیے درخواست کی اور کہا کہ اِسے بیعت کر لیجیے آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت چھوٹا ہے پھر حضور ﷺ نے سر پر ہاتھ پھیر دیا اور دُعاء دے دی برکت کی کہ اللہ برکت دے اُن کا یہ حال رہا ہے کہ وہ جاتے تھے منڈی میں بازاروں میں

خرید وفروخت کرتے تھے جانوروں ہی کی خرید وفروخت اگر کرتے تھے تو اِتنا بچ جاتا تھا کہ ایک اُونٹ پورا اُن کو بچت ہو جاتی تھی وہ بھر لیتے تھے تو حضرتِ عبداللہ ابن عمرؓ، حضرتِ عبداللہ ابن زبیرؓ یہ دونوں جب اُنہیں کہیں دیکھتے تھے کہ جارہے ہیں خرید وفروخت کے لیے تو کہہ دیتے تھے کہ ہمیں بھی شریک کرلینا اپنے کاروبار میں جو بھی کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دُعاء اِن کو لگی ہوئی تھی تو نقصان نہیں ہوتا تھا نفع ہی ہوتا تھا تو فرق یہ نکلے گا مسلمان مال دار اور دُوسرے میں کہ اُس میں ایثار ہوگا زُہد ہوگا محبت نہیں ہوگی۔

**بادشاہ اور نواب بھی رنگ میں رنگ گئے :**

اور اِسی سے ایک چیز اور نکل آئی درمیان میں جو (مسلمان) بادشاہوں میں آگئی وہ سخاوت ہے بادشاہ دُوسروں کو دیتے تھے، نوابوں کو دیتے تھے اور وہ آگے دیتے رہتے تھے اور اَب تک بھی یہ بگڑے ہوئے زمین دار بگڑے ہوئے نواب بھی خرچ کرتے رہتے ہیں جو بھی دین کے راستے میں ہو۔ یہ ہمارے راؤ صاحب تشریف فرما ہیں اِن کے خاندان نے وہ رائے پور کی خانقاہ بنائی ہے اور حضرت بھی اِنہی کی برادری کے تھے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ رشتے داری تھی اُن سے تو اَب اِن کا جو سارا خاندان تھا وہ اُس کے لیے جو خدمت ہوسکتی تھی وہ کرتے تھے تو یہ ایک سخاوت کا قصہ ہے مہمان نوازی کا اُس میں بتادیا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اِکرام کرے اپنے مہمان کا وغیرہ ایسی تعلیمات ہیں بہت ساری چیزیں ہیں انشاء اللہ پھر عرض کریں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ سنت کی توفیق عطاء فرمائے اور اپنی رحمتوں سے نوازے، آمین۔ اِختتامی دُعاء..............

✿ ✿ ✿

**دعائے صحت کی اپیل**

پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہم کافی دنوں سے علیل ہیں قارئین کرام سے حضرت کی صحت کے لیے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

# ملفوظات شیخ الاسلام

## حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رح

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رح ﴾

**پند و موعظت :**

☆ فرصت کو غنیمت جانیے اور عمرِ عزیز کو ضائع ہونے سے بچایئے۔

☆ مخلوق کو خالق کے لیے چھوڑو اور اپنی لَو صرف خالق سے لگاؤ۔

☆ زبان بند رکھو اور آنکھوں سے دیکھو! کچھ نہ بولو! قدرت کو دیکھو کیا کرتی ہے، وہ بے نیاز اور بے پروا بھی ہے اور سب سے زیادہ رأفت و رحمت والا بھی، اُس کا ظاہری ہاتھ بھی ہے اور خفیہ ہاتھ بھی، کچھ فکر نہ کرو، کسی کو مت ستاؤ۔ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ .

☆ اپنے اَسلافِ کرام کے طریقے پر چلنا اور اُن سے توسل رکھنا چاہیے۔ انشاء اللہ خَيْبَتٌ وَخُسْرَانٌ پاس نہ آئے گا۔ چند روزہ دُنیا کے لیے زیادہ فکرمند نہ ہونا چاہیے۔

☆ تقادیر کی نیرنگیاں اگر خلافِ طبع ظاہر ہوں تو صبر و شکر کریں۔ رزاق صرف اللہ ہے وہ کہیں نہ کہیں سے سامان پیدا کر دے گا۔ دُشمن اگر قوی اَست نگہبان قوی تر اَست۔

☆ کسی شخص کی ذاتی رعایت کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، قومی اور مذہبی، علمی اور دینی ضرورت اور مفاد پر مقدم نہ کیجئے۔

☆ وہ کام کیجیے جو کہ قیامت میں کام آسکے۔ حکومت کا خطرہ لوگوں کی بدگوئی کا خیال آپ کو حق وانصاف مرحمت اور اَلطاف سے مانع نہ آئے۔

☆ کاروبار، معیشت کا چھوڑنا بالخصوص جبکہ والدین ماجدین پیرانہ سالی میں ہیں اور اُن کی ضروریاتِ زندگی درپیش ہیں، کسی طرح قرینِ عقل اور مروت نہیں ہے۔ اُن کی تابعداری اور خدمت گزاری نہ

صرف فریضۂ انسانی ہے بلکہ عبادت بھی ہے۔ نمازِ تہجد اگر ہو سکے فبہا ورنہ فرض نہیں۔ سونے سے پہلے چار رکعت پڑھ لینا اِسی نیت سے مبارک اَمر ہے، سوتے وقت آخر سورہ کہف کا پڑھ لینا آنکھ کے کُھل جانے کا ذریعہ ہے۔

☆ اِس ذلیل وخوار عالمِ دُنیا میں اگر مستحق لذت وراحت اربابِ خیر وتقوی ہوتے تو سب سے زیادہ منعم اور غنی اور راحت میں بسر کرنے والے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہوا کرتے مگر اُن ہی کی پاک زندگی دیکھیے وہ سب سے زیادہ تکالیفِ شاقہ میں نظر آتے ہیں۔

☆ دل میں جگہ اللہ تعالی اور صرف اللہ تعالی کو دینی چاہیے، اُس کے سوا کوئی بھی دل لگانے کے قابل نہیں ہے، ہاں حقوق سب کے ادا کرتے رہیں اور سب کے لیے اللہ تعالی سے دُعا کرتے رہیں۔

☆ اگر صبح سے پہلے آنکھ نہیں کھلتی ہے تو سونے سے پہلے بہ نیت تہجد جس قدر نوافل ہو سکیں پڑھ لیا کریں۔

☆ دُنیا اور اہل دنیا سے بے رغبتی اور نفرت عمدہ بات ہے۔

☆ دُنیا میں جو وقت بھی مل جائے ، وہ نہایت غنیمت ہے، اُس کی قدر کرنی چاہیے اور اُس کو ضائع نہ ہونے دینا چاہیئے ، یہ زمانہ کھیتی کا ہے، اِس کا ہر ہر سیکنڈ ہیرے اور زُمرد سے زیادہ قیمتی ہے جس قدر ہو اُس کو ذکر الٰہی میں صرف کیجئے۔

☆ اتباع سنت کا ہمیشہ خیال رکھئے ، یہی کمال ہے یہی مطلوب ہے، یہی رضائے خداوندی کا موجب ہے۔

☆ والدین واعزا واَقرباء کی دل خراش باتوں کی وجہ سے نفس اگر کسی ایسی خواہش کا متقاضی ہو جو کہ اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف ہے تو نفس کی گوش مالی اور مخالفت کرنی چاہیے، نہ کہ اللہ اور رسول ﷺ کی۔

☆ ملازمت میں حرام اعمال سے بچنے کی پوری کوشش جاری رکھیں اور فرائض کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

☆ نامحرم سے تنہائی میں ہرگز ہرگز نہ ملیے ، اگر چہ پہلے سے اُس سے تعلق رہا ہو یا رشتہ دار ہو۔

☆ اللہ تعالی کی رحمت پر بھروسہ کر کے مایوس نہ ہو جایئے ، مگر اِس قہار وجبار عالم الغیب والشہادۃ کی پکڑ اور اُس کے غیظ وغضب سے مطمئن نہ ہو جایئے۔ (جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۳۰ قسط : ۵

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

# حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ روی

## حضرتِ اقدس اور حکیم فیض عالم صدیقی [1] کے درمیان خط وکتابت

### حضرتِ اقدس کا خط

آپ نے لکھا ہے : '' مجھے نہ کسی الخ۔''

☆ پھر کچھ کہوں گا تو خفا ہوں گے۔ اَبھی اَبھی آپ کے خط میں خود ہی اُن کا نام آیا جاتا ہے کہ جنہیں آپ پہلے سمجھے تھے اور اگر پتہ نہیں تھا تو کیسے لکھتے ؟

آپ نے لکھا ہے : ''اِسلامی ریاست کی بنیاد معاہدہ یہود کے وقت رکھی گئی۔ الخ''

☆ پھر تو بہتر ہو کہ آپ عربی سال تبدیل کر دیں۔ اَب ۱۳۹۶ھ نہ لکھا کریں بلکہ اِسی دعوٰی کے مطابق سن اِیجاد کریں۔

---

[1] حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلدین کے بے نظیر و مایہ ناز محقق ہیں۔ اس زمانہ کے نواصب (اہل بیت کے مخالفین) میں اِن کو خاص مقام حاصل ہے۔ اِنہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے حتّٰی کی اِن کی دست برد سے صحابہ کرام بھی نہیں بچ سکے، اہلِ بیت عظام سے اِن کو خصوصی پرخاش تھی، چنانچہ اِنہوں نے اُن پر جی کھول کر سب وشتم، دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے۔ موصوف کو جہلم میں خود اپنی مسجد کے اندر ۱۹۸۳ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''اختلاف کا اَلمیہ'' حصہ اوّل کی طبع دوم میں حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں کے ساتھ اپنی اسی زیرِ نظر مکاتبت کا حوالہ دیا ہے۔ (ادارہ)

آپ نے لکھا ہے : سَبْعِیْنَ عَامًا کا دَور شروع ہوا الخ ۔

☆ اِس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اگر اہلِ اسلام (۳۵ یا ۳۶ یا) ۳۷ سال کے بعد ہلاک ہو جائیں تو بس ہلاکت کے راستے پر پڑ گئے"۔ اور جناب کی تشریح کے مطابق سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے وقت ۳۵۔۳۶ سال پورے ہو گئے اور مسلمان سَبِیْلُ مَنْ هَلَکَ یعنی اُن کے راستے پر جو بربادی میں گرادے چل پڑے۔ کیونکہ آپ فرمارہے ہیں کہ سَبِیْلُ مَنْ هَلَکَ کا دَور شروع ہوا۔ گویا دَبی زبان سے فرمانا چاہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا خراب دَورِ خلافت شروع ہوا۔ اِس کے بعد حدیث کے اگلے حصّے کا جوڑ کیسے لگ گیا۔ کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ چار پانچ سال بعد پھر لوٹ کر اپنی صحیح حالت پر آجائیں گے۔ اور اگر نہیں تو کہیں ۳۶ سے ۴۰ ۔ ۴۱ سال تک کے درمیانی وقفہ کی حالت کا جو چار پانچ سال ہے تذکرہ ملتا ہے۔ یا اُس زمانہ میں یہ عرصہ سکڑ گیا تھا۔ آپ تو سلفی ہیں ذرا قدیم محدثین کے حوالے مجھے بھی اِرسال فرمائیں ورنہ یہ کہیں کہ مسلمان ہلاکت کے راستہ پر پڑنے سے رُک گئے۔ اور دَورِ فتن حضرت علیؓ کے تحمل اور حضرت معاویہؓ کی سیاست میں کم سے کم شر سے گزرا ورنہ فسادات میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔

آپ نے لکھا ہے : یہ تشریح ہے الخ ۔

☆ بقول آپ کے فقط۔ کیا عجیب حوالہ تحقیق و بحث سند و متن نکات پیدا فرماتے ہیں۔ تنہائی میں اِس حساب اور اِن نکات پر خوب جھومئے۔

آپ نے لکھا ہے : کتابیں چاہیے۔

☆ میں نے کب کہا ہے کہ کتابیں چاہیے تو آپ عالم ہو جائیں گے۔

آپ نے لکھا ہے : علم نام ہے سمجھے کا الخ۔

☆ علم کا یہ ترجمہ لغت کی کس کتاب میں ہے۔ علم کہتے ہیں جاننے کو اور فہم کہتے ہیں سمجھنے کو جس سے آپ کو بلاوجہ دُشمنی ہے اور فقاہت اور حکمت تو اور بھی بلند چیزیں ہیں۔

بہتر ہو کہ اِس حدیث کی تشریح کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں ورنہ آپ کی تشریح تشنہ تکمیل ہے اِس میں سلطنتِ عباسیہ خارج ہو جاتی ہے اِس لیے ذرا مطالعہ اور بڑھائیں اِس حدیثِ پاک میں بغداد کا ذکر نہیں جیسے کوفہ کا نہیں۔

آپ نے لکھا ہے : میرا مقصد یہاں اِن کتب کے الخ۔

☆ یعنی اِن کتابوں کے اَندر صحت وصداقت کے بجائے کذب و بہتان بھی مانتے ہیں اور پھر بھی قصور علماء دیو بند ہی کا ٹھہراتے ہیں کہ اِن کے بیان میں تضاد ہے۔ آپ نے یہ دو چیزیں جمع کر کے مظاہرہ کمال کیا ہے۔

آپ نے لکھا ہے : ''یہ ضرور ہے کہ زندگی طلباء میں نہیں گزری۔''

☆ کہاں کہاں گزری کچھ اِرشاد فرمایا ہوتا۔ میں نے تو پہلے خط کے جواب میں یہ گزارش کی تھی مگر اُس وقت آپ لتاڑنے کے موڈ میں تھے۔ میرا خط پڑھ کر دیکھ لیں۔

آپ نے لکھا ہے : اُسے لتاڑ دیا۔

☆ جیسے خود اَب آپ کا حال ہے۔ اور خط میں یہی اَنداز اختیار فرما رکھا ہے۔

آپ نے لکھا ہے : دُنیا کی فضاء دیکھئے

☆ جی بقدرِ ضرورت و جواز دیکھتے رہتے ہیں آپ بھی ذرا کنویں سے نکل کر تدریجًا دریا دیکھیں اور سمندر دیکھیں۔

آپ نے لکھا ہے : علم چند کتابوں کو الخ۔

☆ جی ہاں علم تو اُردو کے چند رسائل دیکھنے کا نام ہے، فربہ کتابوں سے تو جہالت آتی ہے۔

آپ نے لکھا ہے : '' علم کا مفہوم ذرا وسیع ہے۔''

☆ وہ بھی اِرشاد فرمایا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

وانکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہلِ مرکب ابدالدہر بماند

آپ نے لکھا ہے : سیدنا عمرؓ کی مرویات ۵۳۷ الخ۔

☆ آپ کو یوں لکھنا چاہیے تھا کہ سب سے بڑے عالم حضرت ابو ہریرہؓ پھر حضرت عائشہؓ، ابن عمرؓ اور انسؓ پھر ابن عباسؓ پھر ابن مسعودؓ پھر حضرت علیؓ پھر فاروقِ اعظمؓ ہیں۔ کیونکہ علم کا مدار رِوایت پر جو ٹھہرا۔ آپ آئندہ فضیلتِ علمی کے مدار کا اعلان بانگِ دہل اِسی ترتیب سے فرمایا کریں۔ اور کبھی سُنا بھی نہ ہوگا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بھی روایت صحیح نہیں ملتی۔ اُن کے علم کے بارے میں بھی رائے عالی

کا اظہار ضرور فرمایا کریں۔ واقعی علم اِسی کا نام ہے کہ کہیں سے بے سوچ سمجھے عبارت نقل کر دی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کا نام اِس رسالہ میں بھی نہ ہوگا۔ اِس لیے آپ نے بھی نہیں لکھا۔ اِسی طرح نہ اس نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہوگا نہ آپ نے لکھا۔ کسی نے سچ کہا ہے نقل را ہم عقل باید اچھا آپ سچ سچ چپکے سے مجھے ہی خط میں بتلا دیں کہ اپنی طرف سے یہ عبارت جو بلاحوالہ کر کے آپ نے لکھی ہے کہاں سے چُرائی ہے۔ بلاحوالہ تو اِس لیے لکھی ہے کہ آپ کے محقق ہونے کا سکہ جم جائے۔ اگر اِس رسالہ والے نے بھی حوالہ نہ دیا ہو تو مجھ سے پوچھ لیں۔ میں بتلا دوں گا اِنشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے لکھا ہے : فقہی مسائل میں الخ ۔

☆ مگر پھر وہ خلیفہ رابع ہونے کے آپ کی نظر میں اہل نہیں اور علم کے پچیس تیس دروازوں میں سے ایک دروازہ اُن کو ماننے کے لیے آپ تیار نہیں۔ ہم نے تو شروع سے ہی یہی کہا ہے کہ آپ ؓ منجملہ اور دروازوں کے ایک دروازہ ہیں اور اِس حدیث میں شیعوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ مگر آپ کا ڈر کے مارے بُرا حال ہے۔

آپ نے لکھا ہے : دُگنی ہونی چاہیے تھی الخ ۔

☆ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ حضرات شیخین ؓ سے اِن کا مقابلہ غلط ہے۔ فی نفسہٖ اِن کے علم کے بارے میں ذرا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں بھی سُنیے کہ '' قراء سبعہ میں سے حضرت عاصم کی سند حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زید سے ملتی ہے۔ اور حضرت حمزہ القاری کی سند حضرت عثمان اور حضرت علی سے ملتی ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ صحابہ کرام میں آپ مکثرین حدیث میں ہیں۔ بظاہر تو کتبِ معتبرہ میں آپ کی روایات مرفوعہ چھ سو کے قریب ہیں۔ لیکن درحقیقت آپ کی مرفوع روایتیں بھی ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔ اور حدیث کے بعض اَبواب تو ایسے ہیں کہ آپ سے پہلے وہ کسی سے مروی نہیں۔ آپ ہی اِس دروازہ کو سب سے پہلے کھولنے والے ہیں۔ منجملہ اِن کے آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں جو باب ہے۔ (وہ اِس کی مثال ہے) ص ۲۷۳ ازالۃ الخفاء۔

اِس سے اگلے صفحے پر اِرشاد فرماتے ہیں کہ منجملہ اِن اَبواب کے ایک باب نمازِ مناجات کا ہے الخ۔ منجملہ اِن ابواب کے ایک باب نوافل اَوقاتِ یومیہ کا ہے۔ اور مسائل وفتاوی واحکام میں بہت نقل کیے گئے ہیں۔ خصوصًا امام شافعیؒ کی کتابوں میں اور مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ (میں اِن کا) خاصہ حصہ

ذکر فرمایا گیا ہے الخ۔ اور توحید وصفات کے باب میں (جو فن کلام ہے) آپ ہی سب سے پہلے کلام فرمانے والے ہیں۔ اور بابِ تصوف میں آپ انتہاء وسیع سمندر تھے الخ۔ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانے میں آپ مسائلِ دینیہ میں اُن کے مشیر اور تدبیراتِ ملکیہ میں اُن کے وزیر تھے۔ اور یہ حضرات اُن کی تعظیم و توقیر میں بہت بہت آگے گئے ہیں۔ (حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ یہ ہیں) ''وایشاں در تعظیم وتوقیر اُو دُور دُور رفتہ'' ص ۲۷۴ ازالۃ الخفاء۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے جہاں حضرت سیدنا فاروقِ اعظمؓ کے حالات تواضع وخشیت وغیرہ ذکر فرمائے ہیں۔ اُن میں یہ واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے اُن سائلین سے فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ حتّٰی کہ آپ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے عرض کیا مَرْحَبًا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ آپ نے اِس مسئلہ کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ جناب نے مجھے کیوں نہ بُلا بھیجا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں تمہارے پاس آنے کا زیادہ مستحق ہوں'' (ازالۃ الخفاء ص ۱۵۷)۔

ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ اگر حضرت علیؓ کے ساتھ یہ معاملات نہ گزرے ہوتے تو ہم یہ نہ جان سکتے کہ باغیوں سے جنگ کے کیا احکام ہیں۔ یہی اہل علم کا قول ہے۔ اُنہوں نے مناظروں وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ (العواصم ص ۱۹۴) تو یہ باب اور بڑھالیں (مناظروں اور قتال اہل بغی اور اُن کے احکام کے)

آپ نے ایک خط میں مجھے تدریب الراوی کے مطالعہ کی بھی ہدایت فرمائی تھی۔ میں نے حسبِ ہدایت اُس کا مطالعہ کیا تو اُس میں یہ لکھا ہے کہ ''حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ صحابۂ کرامؓ کا علم اِن چھ حضرات میں آگیا عمر. علی. اُبی. زید. ابو الدارداء. ابن مسعود. پھر اِن چھ کا علم حضرت علی اور حضرت عبداللہ کے پاس جمع ہوگیا''۔ حضرت مسروق کی یہ روایت حضرت شعبی نے بھی نقل فرمائی ہے۔ لیکن اِس میں حضرت ابوالدرداء کے بجائے حضرت ابوموسیٰ کا نام لیا ہے رضی اللہ عنہم۔ اِس سے آگے فرماتے ہیں وقال الشعبی الخ یعنی ''رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام میں چھ حضرات سے علم حاصل کیا جاتا تھا اور حضرت عمر، عبداللہ اور زید آپس میں ایک دُوسرے سے علوم میں مشابہت رکھتے تھے اور ایک دُوسرے سے حاصل کرتے تھے۔ اور حضرت علی اور ابوموسیٰ اشعری اور اُبیؓ کا علم ایک دُوسرے سے ملتا جُلتا تھا اور ایک دُوسرے سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔ اور ابن حزم نے کہا ہے کہ صحابہ کرام میں علی الاطلاق سب سے زیادہ

فتاوی والے حضرات سات ہیں: عمر، علی، ابنِ مسعود، ابنِ عمر، ابنِ عباس، زید بن ثابت اور عائشه (رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین). ابن حزم نے کہا یہ ممکن ہے کہ اِن میں سے ہر ایک کے فتوے جمع کر کے ضخیم ضخیم جلدیں بنادی جائیں۔ اُنہوں نے (ابن حزم نے) کہا کہ اِن کے بعد بیس صحابہ کرام کا نمبر ہے: ابوبکر، عثمان، ابوموسیٰ، معاذ، سعد بن ابی وقاص، ابوهریره، انس، عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص، سلمان، جابر، ابوسعید، طلحه، الزبیر، عبد الرحمن بن عوف، عمران بن حصین، ابوبکره، عبادة ابن الصامت، معاویه، ابن الزبیر، اُم سلمه. (رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین).

ابن حزم نے کہا کہ اِن کے ہر ایک کے فتوؤں سے ایک ایک چھوٹا جزء (جلد) تیار ہوسکتا ہے۔ ابن حزم نے کہا کہ اِن کے بعد تقریبًا ایک سو بیس صحابہ کرام ایسے ہیں کہ جن کے فتوے بہت تھوڑے ہیں۔ پھر اُنہوں نے اِن سب کے بھی اَسماءِ گرامی تحریر کیے ہیں۔ (تدریب الراوی ص ۴۰۴)

اَب تو آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ مدینۃ العلم کے چھ دروازے تھے یا چھبیس دروازے تھے جتنے بھی تھے اُن میں ایک دروازہ حضرت علیؓ بھی تھے۔ آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے اور شیعہ بھی فائدہ نہ اُٹھاسکیں گے۔ یہ تھا شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے مکتوب کے پہلے حصہ کا مطلب۔

آپ نے لکھا ہے : ایسی حدیث نہ گزری الخ۔

☆ بحمد اللہ ہر سال اِن احادیثِ مبارکہ سے آنکھیں منور ہوتی رہتی ہیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا. اٰمِیْنْ. مگر اِس میں بھی آپ نے وہی بدحواسی کا مظاہرہ کیا۔ جو حدیث آپ کو پیش کرنی چاہیے تھی وہ رہ گئی اور دُوسری لکھ دی۔ حضور! یہاں تو وہ حدیث لانی چاہیے تھی جس میں خواب میں دُودھ کا ذکر آتا ہے اور آپ قمیص والی حدیث لکھ بیٹھے۔ اب حجابِ اکبر کی نسبت اپنی طرف ہی کرلیں۔

آپ نے لکھا ہے : اور ابن مسعود الخ۔

☆ یہ آپ نے حدیث بخاری کے ساتھ ملا کر ایسے لکھا ہے جیسے یہ مسلسل روایت ہے۔ پڑھنے والے کو یہی مغالطہ ہوگا۔ اِس کا حوالہ دینا چاہیے تھا اور بالکل یہی قول حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا حضرت علیؓ کے حق میں ابن عبدالبر نے استیعاب میں دیا ہے۔ (دیکھیں ج ۲ ص ۴۶۲)

آپ نے لکھا ہے : ناشر نے محقق کا لفظ میری اجازت کے بغیر لکھ دیا۔

☆ سبحان اللہ کیا کہنے! مگر اندر ہی اندر دل تو خوش ہوا ہوگا ورنہ مشغلۂ تصنیف ہی چھوڑ دیتے۔

آپ نے لکھا ہے : مجتہد اور حافظ الحدیث لکھ کر الخ۔

☆ آپ کی تصنیفات ہی نے مجھے یہ سمجھنے پر مجبور کیا ورنہ اپنی علمی تکمیل سے پہلے تصنیف و تالیف میں کیوں قدم رکھا۔ اور کیوں بڑوں بڑوں پر چھینٹے پھینکتے ہیں وہ بھی ایسے کہ جو عقلاً نقلاً دونوں طرح غلط ہوں۔

آپ نے لکھا ہے : صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم کے مناقب بیان کرنے سے الخ۔

☆ بحمد اللہ میں ہر سال دو ماہ سے زیادہ یہ بیان کرتا ہوں۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تک۔ ان کے آگے کے ہم ذمہ دار نہیں۔ اور یہ آپ کا دُوسروں کو مغالطہ دینا ہے یا خود آپ خود پسندی کے شکار ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہی یہ کام کر رہے ہیں اور باقی سب ڈرے بیٹھے ہیں۔

آپ نے لکھا ہے : شانِ صحابہ کی آواز الخ۔

☆ پھر تنظیم اہلِ سنت کے ساتھ مل کر کام کیجیے تا کہ آواز دُور دُور تک پہنچ سکے۔ ڈیڑھ اینٹ کی الگ بنانے سے کیا خاص فائدہ ہے؟

آپ نے لکھا ہے : ''مجھے اِس پر ناز ہے''

☆ فخر اور ناز ہی نے آپ کو بگاڑا ہے۔ فخر اور ناز کے بجائے شکر اور تواضع اختیار کیجیے۔

آپ نے لکھا ہے : مزدور آدمی بھی الخ۔

☆ بس رضا کار ہی اپنے آپ کو سمجھیں۔ یہی بہتر ہوگا۔ جلدی سے سالار بننے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا کا سخت اندیشہ ہے۔

آپ نے لکھا ہے : مسجدیں بنوائیں۔

☆ میرا مشورہ ہے کہ بس ایسے ہی کام کرتے رہیں۔ یہ واقعی اگر اِخلاص کے ساتھ کیے جائیں تو صدقہ جاریہ ہوں گے۔ مجھے آپ کا تجسس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّانَوٰی.

آپ نے لکھا ہے : کہ جن کے مدارس الخ۔

☆ ہمارے مدرسہ سے بحمد اللہ ایسا جاہل کوئی نہیں نکلا۔ کوئی ملے تو میرے پاس پکڑ لائیں۔ وہ

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ بھی جانتے ہیں اور ثَانِیَ اثْنَیْنِ بھی۔ اور سَیِّدُ الشُّھَدَاء حَمْزَہ بھی اور سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ بھی جانتے ہیں۔ بیان بھی کرتے ہیں۔ ہر ایک کو اُس کا حق دیتے ہیں۔ البتہ آپ کی طرح نہیں ہوتے کہ خلافت حضرت علیؓ سے چھین کر حضرت معاویہؓ کو دے دیں۔ گویا حضرت علیؓ کو باغی اور حضرت معاویہؓ کو خلیفہ وقت ان کی موجودگی میں بھی مانیں۔ ہاں حضرت علیؓ کے بعد ان کو امیر المؤمنین مانتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

آپ نے لکھا ہے : سیدہ فاطمہ کی شانِ اقدس میں سبائی روایات الخ۔

☆ یعنی مثلاً صحاحِ ستہ جن میں سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں آگیا ہے۔ نہیں سرکار! وہ ان سب کے اسماء گرامی بھی جانتے ہیں۔ آپ بیٹھے بیٹھے فتوی نہ گھڑیئے۔

آپ نے لکھا ہے : مگر اَلْاَفْضَلُ الْبَنَاتِیُّ الخ۔

☆ کیا حدیث کا ناس کیا ہے اور کیا عمدہ ترکیب ہے یہ کوفہ اور بصرہ کے بیوقوف نحوی آج تک مضاف پر ''الف لام'' داخل کرنے سے منع کرتے رہے۔ جَزَاکَ اللّٰہُ کہ اَلْبَنَاتِیُّ لکھ کر آپ نے اسے جائز فرما دیا۔ مگر حدیثِ افضلیت نقل نہیں کی۔ بلاحوالہ ہی زور لگایا ہے۔

آپ نے لکھا ہے : آپ نے یا آپ کے بزرگوں نے الخ۔

☆ میں نے آپ کے بزرگوں کو کچھ کہا ہے جو آپ میرے بزرگوں کو بار بار لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ حالانکہ آپ انہیں پوری طرح جانتے بھی نہیں۔

آپ نے لکھا ہے : حروف ابجد الخ۔

☆ (۱) یہ ابجدی علوم کونسی احادیثِ صحیحہ مرفوعہ میں آئے ہیں۔ اگر نہیں آئے تو یہ علامت کے طور پر استعمال ہونے والی چیز ہوئے۔ اور ہر شخص اور ہر طبقہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی چیز کو کسی چیز کے لیے اِشارۃً استعمال کرلے۔ ایسی صورت میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بجائے اس اشارہ کے اصل عبارت ہی کیوں نہ لکھ دی جایا کرے۔ لیکن علامت بنانے سے روکا نہیں جاسکتا۔ ورنہ بسم اللہ کے عدد نکال کر دیکھیں کتنے ہوتے ہیں؟ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے کتنے بنتے ہیں۔ میری ان سطور کے نیچے اس رسالہ میں اپنے آپ نکال کر جواب میں اِضافہ فرمادیں۔

ا۔ب۔ج لکھتے جائیں اور عدد گناتے جائیں۔اتنے اضافہ کی میں اجازت دیتا ہوں۔

(۲) اِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّانَوٰی. جو آدمی کی نیت ہو وہی معاملہ ہوگا۔

آپ نے لکھا ہے : یہ سنی مسلمان الخ۔

☆ کیا آپ خود سُنی مسلمان نہیں ہیں؟ سُنی کا مطلب ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اتباعِ سنت کی کوشش کرنے والا۔

آپ نے لکھا ہے : کیا سمجھتے آرہے ہیں الخ۔

☆ ہم نے کب ایسا کہا یا لکھا ہے۔اسم پاک میں ''میم'' تین بار اور علیہ السلام کا ''س'' ایک بار آنا چاہیے۔مگر ہر ہر حرف کے جدا جدا عدد نکال کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے عدد ملا کر رسالہ میں شائع فرمادیں تاکہ عوام کو پورا فائدہ ہو۔

آپ نے لکھا ہے : آپ کی مستند کتب الخ۔

☆ ذرا پہلے دائیں بائیں دیکھ لیا کریں۔آپ کی بھی مستند کتب کے حواشی میں '' ۱۲ '' لکھا ہوا ہے۔یہ میں کتاب میں دیکھنے کے بعد لکھ رہا ہوں۔دیکھیں حاشیہ مقدمہ تحفۃ الاحوذی علامہ مبارک پوریؒ کی حاشیہ کا جگہ جگہ یہی حال ہے۔

میرا خیال ہے کہ آپ اہلِ حدیث پورے تو کیا ہوتے اُدھورے بھی نہیں۔اور اِسی لیے ان کے عقائد سے بھی ہٹ کر تجدید کے کام میں لگ گئے ہیں۔

آپ نے لکھا ہے : فوراً حد کہہ دیں گے الخ۔

☆ اگر آپ مقلد اہلِ حدیث ہوتے تو آپ اب ضرور یہ تاویل کرلیں گے کہ '' اِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّانَوٰی '' ورنہ کہیں موقع ملے گا تو علامہ مبارک پوری پر بھی برس پڑیں گے۔

آپ نے لکھا ہے : اثنا عشری الخ۔

☆ اس نے (غالب نے) اپنی نیت بیان کی ہے۔خدا کے یہاں اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا اور جنہوں نے حسد کی نیت سے لکھا ہے اُن کے ساتھ ان کی نیت چلے گی۔آپ کا مطلب ہے سب کو ایک ڈنڈے سے ہانکا جائے۔اگرچہ یہ بحث آپ کے فوائدِ عظیمہ کا تتمہ ہے۔مگر میرے نزدیک خلطِ مبحث اور

تطویلِ لاطائل ہے۔ جواب اِس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کی اِس رفتار کو تھوڑا سا بند لگ جائے اور آپ نے ہی مجھے تقاضے کر کے بلکہ دھمکیاں دے کر جواب پر مجبور کیا ہے۔

---

آپ نے لکھا ہے : حافظ شیرازی الخ۔

☆ اب حافظ شیرازی کے پیچھے پڑ گئے۔

---

آپ نے لکھا ہے : حافظ شیرازی نے بھی ۱۲ کی الخ۔

☆ حوالہ آپ نہیں لکھتے تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ شعر واقعی اُس کا ہے یا الحاقی ہے۔ یعنی کسی نے لکھ کر اُس کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بہت سے اہل باطل مثلاً مرزائی خواہ مخواہ بھی کسی بڑے افسر کو جو اچھا خاصا مسلمان ہو مرزائی مشہور کر دیتے ہیں۔ اور یہ حرکت پہلے سے بھی ہوتی آئی ہے۔ نیز یہ بھی امکان ہے کہ یہ شعر اُنہی کا ہو مگر پہلے کا ہو۔ بعد میں ان کی اصلاح ہو گئی ہو۔ کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کے ایک سُنی ولی سے یہ گزارش کی تھی ۔

آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اور اُنہوں نے اِس کے جواب میں فرمایا تھا ''نظر بتو کردیم'' واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اِس لیے کسی کے بارے میں فیصلہ دینے میں جلدی نہ کرنی چاہیے۔

---

آپ نے لکھا ہے : جب مرحوم آپ کی طرح سوچتے تھے الخ۔

☆ خدا کرے کہ میں اُن کی طرح سوچنے لگوں۔

---

آپ نے لکھا ہے : اُن دنوں صوفی عبداللہ الخ۔

☆ اور وہ اُس زمانہ میں آپ کی طرح سوچتے ہوں گے۔

---

آپ نے لکھا ہے : مرحوم گھوم پھر کر اِس کی تردید الخ۔

☆ یعنی اگر فقط ترجمہ کر دیا جاتا تو تائید ہو جاتی مگر اُن کا قاعدہ یہ تھا کہ ایک حدیث جہاں جہاں جس کتاب میں آئی ہے ہر کتاب فوراً کھول کر صفحہ نکال کر بتلاتے تھے جیسے انہوں نے پوری تیاری کر رکھی ہو۔ ان کے بعد حضرت مدنی'' شیخ الحدیث ہوئے تو اُن کا بھی بعینہٖ یہی طرز رہا۔ اِس کا نام ہے درایۃً پڑھانا۔ اور اگر کوئی ترجمہ ہی کر کے پڑھا دے یا عبارت پڑھا دے تو وہ روایۃً پڑھنا پڑھانا ہوتا ہے۔ درایۃً پڑھانے میں پہلے تو کتاب کی حدیثِ پاک اور اُس کا مطلب ترجمہ، لغات بیان کیا جاتا ہے پھر مسالکِ ائمہ اور ان کے

دلائل پھر وجہ ترجیح مسلکِ مختار مگر یہ سب حدیثوں ہی کی روشنی میں ہوتا ہے۔ سند پر بھی بحث ہوتی ہے۔ متن پر بھی اور طُرقِ حدیث پر بھی۔ اس میں کیا خرابی ہے۔ مگر چونکہ آپ کبھی کنویں سے نہیں نکلے ہوں گے اِس لیے شاید آپ کو اِس طریقہ کا علم بھی نہ ہو۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جہاں تک میں نے سُنا ہے وہ یہی ہے کہ ایک متقی بزرگ تھے۔ انہوں نے ہرگز یہ قصہ نہ گھڑا ہوگا جو آپ نے اُن کی طرف منسوب کیا ہے جو عقلاً ہی قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانہ میں دورۂ حدیث میں طلبہ کی تعداد یعنی صحاحِ ستہ کی جماعت میں کم وبیش صرف ایک سو ہوتی تھی۔ اِسی تناسب سے اگر دیکھا جائے تو رہائش پذیر (باہر سے آئے ہوئے جو وہاں کے ہاسٹل میں رہتے تھے اُن) طلبہ کی کل تعداد پانچ سو کے قریب ہوگی۔ اِس سے زیادہ نہیں۔ ان میں اہلِ حدیث طلبہ کی تین سو تعداد ہو یہ بالکل ہی بے بنیاد ہے۔ بلکہ تاریخ دیوبند میں بھی اہلِ حدیث طلبہ کی کسی سال بھی اتنی تعداد مختلف جماعتوں میں اُوپر سے نیچے تک ساری جماعتیں ملا کر بھی کبھی نہیں ہوئی۔ اِس لیے یہ قصہ ہی من گھڑت ہے۔ اور کذب وافتراء کا پلندہ ہے۔ میں تو باشندہ بھی دیوبند ہی کا ہوں۔ وہیں ہمارا اجدی محلہ ''سرائے پیرزادگان'' کے نام سے موسوم چلا آرہا ہے۔ بے خبر نہیں ہوں۔ نیز آپ کے اِس واقعہ سے پڑھنے والے کے ذہن میں اہلِ حدیث کی مذمت ہی آئے گی کہ بڑے تقیہ باز ہوتے ہیں۔ آئندہ اِسے نہ دُہرائیں۔ اور اگر یہ واقعہ خود آپ نے ہی گھڑا ہے تو پہلے کسی باخبر سے مشورہ کر کے گھڑا ہوتا اور اگر آپ نے نہیں گھڑا تو اُس سے لڑیں جس نے یہ گھڑا ہے۔ (اور اُس سے کہیں کہ دارُالعلوم دیوبند کے دفتر خط لکھ کر پورے حالات معلوم کر لے اور تفریق بین المسلمین کے جرمِ عظیم سے ہمیشہ کے لیے توبہ کر لے)۔

آپ نے لکھا ہے : فرمایا کرتے تھے کہ تمام زندگی الخ۔

☆ اللہ تعالیٰ کے مقبولانِ بارگاہ کا یہی حال ہوا کرتا ہے کہ اُن کی نظر اپنی نیکیوں پر نہیں ہوتی اور آخر وقت اِس حالت کا غلبہ ہوجاتا ہے اور فقط خدا کی رحمت پر نظر رہ جاتی ہے۔ اِس طرح اُن کی نیکیوں کی قیمت اللہ تعالیٰ بڑھا دیتے ہیں۔ یہ خدا کی رحمتِ خاص ہوتی ہے۔ یہی حال کبار صحابہؓ کا ملے گا۔ حضرت ابوبکرؓ آخر حیات میں ایسی ہی باتیں اِرشاد فرماتے تھے۔ حالانکہ وہ افضل البشر بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِرشاد فرماتے تھے لَیْتَنِیْ کُنْتُ تِبْنَۃً کاش میں تنکا ہوتا (یعنی مکلف نہ ہوتا) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کلمات تو بخاری شریف میں موجود ہیں کہ رشتہ دار صحابی نے (قریب

الوفاۃ) حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ نے منع فرمایا کہ وہ آئیں گے تو تسلی کے کلمات میں تعریفی جملے بھی کہیں گے۔ مگر پھر کہنے سُننے پر اجازت دے دی۔ اُنہوں نے جو کلماتِ تسلی استعمال کیے وہ اِسی قسم کے تعریفی تھے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ سُنتا چاہتی تھیں۔ اُن کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا لَیْتَنِیْ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا یہی حال صحیح بزرگانِ دین کا چلا آرہا ہے۔ یہی حال حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ علیہ کا تھا۔ یہی حال حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور حضرت مولانا السید حسین احمد المدنیؒ علالت کے باعث آخر حیات میں چند روز جماعت کے لیے نہیں جا سکے تھے تو اُس پر افسوس فرماتے تھے اور افسوس کرتے کرتے آگے بڑھ جاتے تھے کہ ساری زندگی برباد گئی۔ اَعْلَی اللّٰہُ دَرَجَاتِہِمْ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَضَاعَفَ حَسَنَاتِہِمْ وَاَدَامَ بَرَکَاتِہِمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. آمِیْنَ .

آپ کا یا کسی اور کا اِن حضرات کے اِن کلمات کو اِس حالتِ حقیقی پر جو نہایت درجہ محمود ہے محمول نہ کرنا اور بالکل ظاہر پر ہی حمل کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے معاذ اللہ کوئی شیعہ اِن اکابر صحابہ کے ان کلمات کو ان پر علی الاطلاق صادق کرنے کی ناپاک کوشش کرے۔

شاید آپ کا مطلب یہ ہے کہ شاہ صاحب کے بارے میں جو بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ افسوس فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ساری عمر حنفیت کی تائید میں صرف کردی۔ اِس پر پچھتاتے تھے اور پچھتانا بجا تھا۔ تو یہ غلط ہے۔ بلکہ یہ پچھتانا اِسی قسم کا تھا جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے کیونکہ ہر آدمی کو شریعت نے حق دیا ہے کہ وہ اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنی جان کی حفاظت کرے، اپنے مال کی حفاظت کرے حتّٰی کہ اگر اِس میں مارا بھی جائے گا تو شہید ہوگا۔ (اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی حفاظتِ عزتِ نفس کی قسم سے تھی) تو کیا اِن مسائل کی حفاظت اور انہیں مدلل کرنا ثواب نہ ہوگا کہ جن پر جملہ عقائد عبادات معاملات اور احکام قضاء و اِفتاء کا مدار ہے۔ اگر اُنہوں نے اپنی عمر اِس کام میں صرف کی تو عین دین ہی کے کام میں صرف کی۔ اِس لیے وہ مطلب نکالنا جو آپ سمجھے ہیں دُرست نہیں بلکہ اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔

آپ نے لکھا ہے : اِن کلمات سے طبیعت مکدر ہوگئی الخ۔

☆ حالانکہ میرا مطلب یہ تھا اور ہے کہ آپ کی سمجھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کا صحیح حق دینے کی بات آرہی ہو۔ تَعَلِّیْ پر آپ نے محمول کر کے غلطی کی ہے۔

آپ نے لکھا ہے : بطورِ ناصح الخ۔

☆ اِس لیے کہ حدیث شریف میں نصیحت کا حکم آیا ہے اور آپ تو بقول اپنے اہل حدیث ہیں پھر اِس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے؟

آپ نے لکھا ہے : اور اُستاد الخ۔

☆ میں اپنے اُستادوں کی راہ دکھاتا ہوں۔ آپ سے یہ نہیں کہہ رہا کہ مجھ سے پڑھیں۔

آپ نے لکھا ہے : مگر وہ ہیں کہاں؟ الخ۔

☆ چشمۂ طلب صادق لگالیں تو اُستاد ہی اُستاد نظر آنے لگیں گے۔

آپ نے لکھا ہے : بطورِ ناصح الخ۔

☆ نصیحت سے کیوں چڑ ہے وہ تو حدیث میں آتی ہے لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ.

آپ نے لکھا ہے : آپ کے وسائل الخ۔

☆ وسائل اور کتابیں زیادہ ہیں اور کتابی علم بھی زیادہ ہے مگر پھر بھی آپ ہی کی نظر میں بے علم بھی ہوں۔ جیسے کہ آپ شروع خط میں لکھ آئے ہیں کہ کتابیں الخ۔

آپ نے لکھا ہے : عمل میں لا کر وقتی ضروریات الخ۔

☆ میں تو اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔ آپ نے زبردستی اِدھر لگایا۔

آپ نے لکھا ہے : رِکاب تھامنے کو الخ۔

☆ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی رضاء و فضل کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ دین پر اِستقامت بخشے اور دُنیا و آخرت میں اپنی رضاء اور توفیق مرضیات عطاء فرمائے۔ آمین۔ اور یہی دُعاء آپ کے لیے بھی کرتا ہوں۔ میرے نزدیک اِس سے بڑا تحفہ کوئی نہیں۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۲۰ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

(جاری ہے)

# خانقاہِ حامدیہ میں حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہم کی تشریف آوری

۲ر نومبر ۲۰۰۷ء کو ہندوستان سے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہم کی پاکستان تشریف آوری ہوئی۔ ۴ر نومبر ۲۰۰۷ء کو حضرت بعد عصر خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور بھی تشریف لائے۔ اِس موقع پر حضرت نے اور حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری، حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی نے جامعہ کے اَساتذہ کرام اور طلباء سے خطاب فرمایا۔ یہ قیمتی بیانات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

## ﴿ بیان حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مدظلہ العالی ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَقُرَّۃِ اَعْیُنِنَا وَنَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ﷺ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ قدر مکرم ومحترم حضرات طلباء کرام ! اصل بیان تو انشاء اللہ ہمارے حضرت مولانا سیّد محمد شاہد صاحب سہارنپوری ہی کا ہوگا جو کہ جامعہ مظاہر العلوم کے میرے ساتھی بھی ہیں اور ناظمِ عمومی بھی ہیں اور ہندوستان کے اَکابر میں سے ہیں۔ ہمارے حضرت شیخؒ، قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد زکریاؒ کے نواسہ بھی ہیں اور خلیفۂ مجاز بھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بہت سی صفات سے اُن کو مزین فرمایا ہوا ہے اِنشاء اللہ اُن کا بیان آپ سُنیں گے اور محظوظ ہوں گے لیکن مجھے چونکہ حکم فرمایا گیا ہے کہ میں صرف حضرتِ اقدس ہمارے حضرت شیخؒ کے جانشین ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ العالی کا اِس دَور میں جو منشور ہے اور حضرت ہر جگہ ہندوستان میں بھی، افریقہ میں بھی، یورپ کے ملکوں میں بھی یہاں بھی حضرت کا ایک خط بھی اَبھی آیا تھا اُس میں بھی حضرت نے یہی فرمایا تھا کہ میری تمنا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے حضورِ اقدس ﷺ کے زمانہ میں صُفّہ میں مدرسہ بھی تھا بیک وقت اور خانقاہ بھی تھی اور جہاد بھی تھا تبلیغ و دعوت بھی تھی اور دین کے جتنے بھی شعبے ہیں سب وہیں تھے۔ اِسی طرح فرماتے ہیں کہ میری تمنا یہ ہے کہ کم از کم یہ تینوں شعبے مدرسہ، خانقاہ اور تبلیغ یہ تینوں یکجان ہوکر دین کا کام کریں اور ہر عالم خاص طور پر تینوں کام کرے۔

اور میں اِس کے بارے میں اِتنا مزید عرض کرتا ہوں کہ ہمارے تمام اَکابر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت

نانوتوی ، حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند، حضرت سہارنپوری، حضرت رائے پوری، حضرت تھانوی ، حضرت مدنی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب، حضرت جی مولانا یوسف صاحب، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب، سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، یا پھر یہاں حضرت امروٹی ، حضرت دینپوریؒ، حضرت لاہوریؒ جتنے بھی اَکابر ہیں سب کے سب جامعینِ شریعت وطریقت تھے۔ کسی کی سوانح اُٹھا کر دیکھ لیں آپ کو یہ بات بین اور واضح طور پر ملے گی کہ ہرایک کا حال یہ تھا کہ فارغ ہونے کے بعد علومِ دینیہ حاصل کرنے کے بعد ہرایک کا یہ حال آپ کو ملے گا کہ وہ چین سے نہیں بیٹھے جب تک اپنے شیخ سے تعلق جوڑ کر اُن کی ہدایات کے مطابق سلوک طے کر کے اپنے قلب کی اِصلاح اور تزکیۂ نفس نہیں کرا لیا جب تک وہ چین سے نہیں بیٹھے۔ ہمارے تمام اَکابر رحمہم اللہ تعالیٰ اُن کے میدانِ عمل مختلف تھے۔ بہت سے حضرات اُن میں ایسے تھے جنہوں نے ساری زندگی درس وتدریس میں گزار دی، بہت سے ایسے تھے جنہوں نے تالیف وتصنیف کو اپنا مشغلہ بنایا، بہت سے ایسے تھے جنہوں نے جہاد اور سیاست وغیرہ میں اپنی زندگی لگادی اور بہت سے ایسے تھے جنہوں نے تبلیغ ودعوت میں اپنی پوری زندگی لگادی، بہت سے ایسے تھے جنہوں نے فرقِ باطلہ کے رَد میں اور باطل عقائد کی سرکوبی میں اپنی زندگی لگادی، بہت سے ایسے تھے جنہوں نے خدمتِ خلق میں اپنی زندگی لگائی لیکن تمام اَکابر میں قدرِ مشترک کے طور پر آپ کو یہ چیز ملے گی کہ سب کے سب اوّل تا آخر بدونِ استثنٰی ہرایک اُن میں سے آپ کو جامع شریعت وطریقت ملے گا بلکہ ہمارے حضرت شیخ ،شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ ہمارے شیخ نوراللہ مرقدہٗ اپنی کتاب شریعت وطریقت کا تلازم میں فرماتے ہیں کہ اَکابر کے دَور میں خواص تو خواص عوام کا بھی یہ حال تھا کہ وہ شریعت وطریقت کو ایک دُوسرے کے لیے لازم وملزوم سمجھتے تھے بلکہ حضرت زبانی فرمایا کرتے تھے کہ اُس زمانے میں کوئی عام شخص بھی اپنے آپ کو اِس دین کے کسی کام کے قابل نہیں سمجھتا تھا جب تک کہ اپنے قلب کی اِصلاح نہ کرالے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی ایک کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحبؒ "(حضرت مفتی شفیع صاحب کے والد صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے دارُالعلوم دیوبند کا وہ زمانہ دیکھا ہے جبکہ دارُالعلوم دیوبند کے اِنتظامی شعبے میں مہتمم سے لے کر دَربان و چپڑاسی تک اور تعلیمی شعبے میں صدر مدرس سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ مدرس تک، ہر شخص اوّل تا آخر صاحبِ نسبت بزرگ ہوتا تھا سب کے سب

صاحبِ نسبت بزرگ ہوتے تھے۔ اور دارُ العلوم دیوبند میں دن کو قَالَ اللّٰہُ اور قَالَ الرَّسُوْلُ کا غلغلہ ہوتا تھا اور رات کو دارُ العلوم دیوبند کے ہر حجرے سے یا تو قرآنِ مجید کی تلاوت کی آواز آتی تھی یا اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ کی ضربوں کی آواز آتی تھی۔ تو یہ دونوں لازم وملزوم تھے اور پھر آپ جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور آپ علماء کرام ہی حضور ﷺ کے وارث اور جانشین ہیں اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ فَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَادِرْھَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ.

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ حضرات کو ہی یہ شرف بخشا ہے کہ آپ کو اللہ نے دین کے اور شعبے والوں کو نہیں فرمایا گیا کہ وہ نبی کے جانشین اور وارث ہیں بلکہ اِس علم کے حاملین کو علماء کرام ہی کو یہ شرف بخشا گیا ہے کہ اُن کو وارثینِ نبوت قرار دیا گیا ہے آپ ہی وارثین اور جانشین نبی کریم ﷺ ہیں اور حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں تمام زمانوں کے لیے وہ بھیجے گئے ہیں اپنی بعثت سے لے کر قیامت تک اور مکہ معظمہ جہاں اُن کی پیدائش ہوئی اور مدینہ منورہ جو اُن کا مہاجَر ہے اُس کے علاوہ پوری دُنیا میں اُن ہی کی رسالت اُن ہی کا لایا ہوا دین چلے گا اور پوری دُنیا کے لیے بھیجے گئے اور قیامت تک کے لیے بھیجے گئے اور آپ اُن کے جانشین ہیں، تو یہ آپ کی ذمّہ داری ہے کہ پوری دُنیا میں آپ علم بھی پھیلائیں اور رُوحانیت بھی پھیلائیں، دین بھی پھیلائیں یہ سب بنیادی طور پر آپ کی ذمّہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن عوام کو غیر علماء کو جو تبلیغی جماعت وغیرہ کے ذریعہ سے دین کی تبلیغ کرتے ہیں دعوت دیتے ہیں یہ ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم علماء پر اُن کا احسان ہے وہ ہماری مدد کر رہے ہیں اللہ اُن کو جزائے خیر دے ورنہ اصل تو یہ آپ حضرات کی ذمّہ داری ہے علماء کی یہ ذمّہ داری ہے چونکہ آپ وارثینِ نبوت ہیں اِس لیے ہمارے حضرت مولانا طلحہ صاحب کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے وہ اِس مشن کو لے کر سالہا سال سے پوری دُنیا میں گشت کر رہے ہیں اور سادہ الفاظ میں یہی باتیں فرماتے ہیں کہ یہ تینوں کام ہر شخص کو کرنے چاہئیں۔

ایک عالم کو علم کی فکر بھی کرنی چاہیے علم بھی پوری محنت اور قربانی کے ساتھ حاصل کرنا چاہیے اُس کے آداب کے ساتھ اُس کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے اہتمام کرتے ہوئے علم بھی حاصل کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ اپنے قلب کی اِصلاح اور تزکیۂ نفس کا اپنے مشائخ کے حلقہ کے ذریعہ سے اُس کا سلوک بھی طے

کرنا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ دین کی تبلیغ واشاعت اور دعوت کی بھی فکر کرنی چاہیے یہ تینوں کام ہر شخص کے لیے اور خاص طور پر ہر عالم کے لیے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن حضرات کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب، مفتی خالد صاحب اور دُوسرے جو ساتھ ہیں حضرت کے رُفقاء اِن کی آمد کو اللہ تعالیٰ اِس جامعہ مدنیہ (جدید) کے لیے اور تمام دینی اِداروں کے لیے بلکہ پورے ملک کے لیے ہر ہر فرد کے لیے اللہ تعالیٰ باعثِ خیر و برکت بنائے اللہ تعالیٰ اِن کے اِس دَورے کو قبول فرمائے اور اُن کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، اور اِن بیماریوں میں اور معذوریوں کے ساتھ وہ ماشاء اللہ چل رہے ہیں ویل چیئر کی بھی ضرورت ہے کموڈ کی بھی ضرورت ہے کئی ضرورتیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جو اِن سب تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے اللہ کی رضا کے لیے اور اللہ کے دین اور خاص طور پر اِن تینوں شعبوں تعلیم، تزکیہ واِصلاح اور تبلیغ ودعوت، اِن تینوں شعبوں کے لیے حضرت فرماتے ہیں کہ میں اِسی لیے سفر کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے اور آپ حضرات کو اللہ مبارک فرمائے اُن کا آنا آپ کے لیے مبارک ہو اور اُن کا یہاں آنا یہاں کی برکات سے اللہ تعالیٰ اُن کو اور ہم سب کو سرفراز فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

❁ ❁ ❁

## ﴿بیان حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہ العالی﴾

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ ! قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ .

میرے بھائیوں دوستوں اور عزیزوں! اللہ جل شانہ عم نوالہٗ کا شکر ہے اور انعام واحسان ہے کہ اُس نے مجھے اِس مدرسہ میں پہنچایا اِس مدرسہ کی زیارت کا موقع عطا فرمایا اور اپنی ہی برادری میں بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے کہنے اور سننے کا موقع عطا فرمایا، ہماری اور تمہاری برادری ایک ہی برادری ہے پڑھنے والی برادری آپ کا تعلق بھی طلبِ علم سے ہے طلباء کی جماعت میں شمار میں ہوتا ہے میرا تعلق بھی طلبا ہی کی جماعت

میں ہے اور طلبِ علم ہی ہمارا ابھی وظیفہ ہے ۔ اللہ جل شانہ عم نوالہٗ ہم سب کو علومِ نافعہ علوم صحیحہ اور علوم نبویہ عطا فرمائیں ۔ میرے عزیز و دوستو یہاں اِس وقت اِس مجلس میں اکثریت طلباء کی ہے طالبانِ علومِ نبوت کی اکثریت ہے الحمد للہ ۔ تو اِسی اعتبار سے چند باتیں عرض کرنی ہیں جو اِنشاء اللہ العزیز آپ کو پورے سال فائدہ دیں گی اور اِنشاء اللہ اُن پر اگر عمل ہوا اور اُن کو اگر ذہن میں رکھ کر اپنی ترتیب اوقات کی قائم کی تو اِنشاء اللہ پورا سال بڑے سکون اطمینان کے ساتھ خالص طلبِ علم میں آپ کا نکل جائے گا اِنشاء اللہ ۔

میرے عزیز و دوستو ! اصل بات یہ ہے کہ آج علوم کی دُنیا میں کمی نہیں ہے آج علوم کی دُنیا میں کمی نہیں جس طرف نکل جاؤ کتابیں ، کُتب خانے ، مطابع ، پریس ، بڑی بڑی یونیورسٹیاں ، بڑے بڑے کالج ادارے اور بڑے بڑے مدرسے ، اور بڑے بڑے جامعات تمہیں دُنیا میں کتنے ہی مل جائیں گے گنتی بھی نہیں ہو سکے گی تو آج علوم کی دُنیا میں کمی نہیں ہے ۔ اِسی طریقے سے ایسی ایسی کتابیں تمہیں دیکھنے اور پڑھنے کو مل جائیں گی جن کو ہمارے اَکابر ایک نگاہ دیکھنے کے لیے ترستے ترستے مر گئے اور اللہ کے پاس پہنچ گئے ۔ تمنا میں اُن کی زندگی ختم ہو گئی دُعائیں کرتے کرتے اُن کی زندگی ختم ہو گئی کہ کاش یہ کتاب چھپ جائے تو ہم بھی اِسے دیکھ لیں ، کاش یہ کتاب کہیں سے شائع ہو کر آجائے تو ہم بھی اِس کا مطالعہ کر لیں ۔ لیکن اب ایسی ایسی کتابیں آپ کو جگہ جگہ مل جائیں گی ۔ تو علوم کی اشاعت اتنی کثرت سے ہو رہی ہے کہ جتنی اِس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی اور میرے بھائیو اور دوستو ! رونے کی بات یہ ہے کہ علوم کی اِضاعت بھی اِس زمانے میں اِتنی ہو رہی ہیں کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی ، اشاعت بھی اُسی طرح ہو رہی ہیں اور اِضاعت بھی اُسی طرح سے ہو رہی ہے ، اور کیوں ہو رہی ہے اِضاعت ، اُس کا بنیادی جو سبب ہے اور جو اُس کی واحد وجہ ہے وہ وہ ہے جو مولانا عبدالحفیظ صاحب نے اپنے مختصر سے بیان میں اِشارتاً بتلائی ۔

وہ کیا ؟ کہ علوم تو ہمارے پاس ہو جاتے ہیں بہت لیکن علوم کے ساتھ جو ہمارے اَکابر کا طرّۂ امتیاز ہے کہ اُن علومِ کا عامل بنِ جانا اور اُن علوم کو اپنی زندگیوں میں لے آنا ، وہ آج ہماری زندگیوں میں سے نکلتا جا رہا ہے ۔ ہمارے اَکابر خاص طور سے ہمارے علماء دیو بند ہمارے اَکابر و مشائخ اُوپر تک چلے جاؤ سلسلہ در سلسلہ دیکھتے دیکھتے حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ تک تو کم از کم دیکھ لو سمجھ میں آگیا اِن تمام اَکابر کا ایک طرۂ امتیاز اور اختصاص اِن تمام اَکابر کا یہ تھا کہ یہ اگر دِن میں شریعت کے سپاہی ہوتے تھے تو رات کو

طریقت کے سپاہی ہوتے تھے۔ سارا دِن اِن کا گزرتا تھا علم شریعت میں اور رات اِن کی گزرتی تھی علم طریقت کے اندر، دن بھر مسجد میں بیٹھے ہیں درس گاہ میں بیٹھے ہیں کتاب سامنے رکھی ہوئی ہے طلباء کا مجمع موجود ہے کسی کو یہ کتاب پڑھا رہے ہیں کسی کو یہ کتاب پڑھا رہے ہیں کسی کو یہ درس دے رہے ہیں کسی کو یہ سبق پڑھا رہے ہیں حتیٰ کہ اَکابر کی تاریخ تم پڑھو تو پتہ چلے گا کہ ایک ایک اُستاذ ایک ایک دن میں چالیس چالیس سبق پڑھاتے تھے، سوانح پڑھ کر دیکھو اپنے اَکابر کی آنکھیں کھلی رہ جائیں گی ایک ایک دن میں چالیس چالیس سبق اور ظاہری بات ہے چالیس سبق پڑھانے کے لیے تو وقت بھی چاہیے، سمجھ میں آگیا۔ اب وقت کس طرح نکالتے تھے اِس طرح وقت نکالتے تھے کہ اگر ہم اور تم اُس کو سمجھ لیں اور دیکھ لیں تو ہماری تو راتوں کی نیند اُڑ جائے گی اللہ اکبر ایسے بھی ہمارے اَکابر گزرے ہیں۔

ایک جماعت کو سبق پڑھانے کا وقت تھا وضو کرتے وقت، جب میں مسواک کرتا ہوں اُس وقت آکے سبق پڑلیا کرو، تصور کرسکو گے اِس زمانے میں۔ ایک جماعت کو سبق پڑھایا جارہا ہے، شاگرد کہتے ہیں کہ حضرت پڑھنا ہے آپ سے۔ اُستاد کہتا ہے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ کہتے ہیں حضرت نہیں، پڑھنا تو ہے ہم تو پڑھنے کے لیے آئیں ہیں بہت دُور سے آئیں ہیں۔ کہا اچھا واقعتاً پڑھنے کے لیے آئے ہو طلب صادق رکھتے ہو، کہا حضرت رکھتے ہیں، جس طرح کہو گے جیسے کہو گے جہاں کہو گے ہم پڑھنے کے لیے پہنچیں گے تو اُستاد ساری سن کر جواب دیتا ہے کہ ٹھیک ہے کہ جب میں وضو کرنے کے لیے بیٹھوں اور میں مسواک کرتا ہوا ہوں تو اُتنا جو وقت ہوگا اُس کے اندر تم پڑھ لیا کرنا۔ اب شاگرد بیٹھا ہے تیار کہ اُستاد جس وقت وضو کرنے کے واسطے بیٹھیں گے لوٹے کا پانی سامنے رکھا ہوا ہوگا اور وہ ہاتھ دھو کر مسواک کرنا شروع کریں گے تو میں عبارت پڑھنا شروع کروں گا، اَب ایک سبق ہورہا ہے مسواک کے وقت میں۔

ایک جماعت آتی تھی کہ حضرت پڑھنے کے واسطے آئے ہیں۔ کہا ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ کہا کہ حضرت پڑھانا تو آپ ہی کو ہے۔ کہا اچھا ٹھیک ہے ایسا کرلو کہ جب ہم صبح کو اپنے گھر سے درسگاہ میں جایا کریں گے تو راستے میں ہمارے ساتھ ساتھ چلا کرو اور پڑھ لیا کرو۔ اَب آگے آگے اُستاد اور برابر برابر شاگرد جارہا ہے، ہاتھ میں اُس کے کتاب کُھلی ہوئی اور عبارت پڑھ رہا ہے سبق پڑھ رہا ہے ترجمہ پڑھ رہا ہے اور اُستاد پڑھاتا چلا جارہا ہے۔ تو ہمارے یہ جو اَکابر تھے اُن کا طرۂ امتیاز یہ تھا کہ چالیس چالیس سبق دن میں

پڑھا دینا اُن کے لیے اِتنا آسان تھا اِتنا آسان تھا جتنا ہمارے لیے آج سارا وقت کھیل کود اور تفریحوں میں گزار دینا آسان ہوتا ہے۔ جامعہ مظاہر العلوم ۱۸۶۶ء میں قائم ہوا۔ اُس زمانے کی رُودادیں ہمارے پاس آج بھی موجود ہیں۔ ایک ایک اُستاد کے پاس بیس بیس سبق ہوا کرتے تھے۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ جن کا ڈنکا پورے برصغیر میں بجا ہوا ہے جن کا حاشیہ بخاری خاص طور سے تمام شیوخ الحدیث مطالعہ کرتے ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ سولہ سولہ کتابوں کا کتبِ احادیث کا سبق روزانہ پڑھایا کرتے تھے۔

شوال سے سبق شروع ہوتا تھا شعبان میں سبق ختم ہوجایا کرتا تھا اور اِس طرح پڑھایا کرتے تھے کہ بخاری شریف پوری یعنی تیس سپارے یعنی دو جلدوں کے اَندر جو تیس سپارے سمائے ہوئے ہیں بخاری شریف کے سال میں دو دو مرتبہ پڑھا دیا کرتے تھے پوری بخاری شریف۔ اور ایسے ایسے اَکابر، علماء و مشائخ اُن کے سامنے مؤدب بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے کہ اُن مشائخ کا آج اگر کہیں نام لے لیا جاوے تو وہی قابلِ اعتماد بن جاتا ہے شاگرد اُن کا۔ ایسے بڑے بڑے پکے مُھکے اُستاذ شاگردوں نے اُن سے پڑھا ہے۔ تو اِتنی اہمیت کے ساتھ یہ حضرات پورا اپنا دن مطالعہ کے اَندر اور پڑھانے کے اَندر اور طلباء کی علمی تربیت کے اَندر خرچ کیا کرتے تھے تو صبح سے لے کر شام تک اُن کو وقت نہیں ملا کرتا تھا۔

اور معاف کرنا میرے بچو ایک بات میں عرض کردوں اگر اُس زمانے میں اُستاد ایسے تھے تو شاگرد پڑھنے والے بھی اُن کے ہم پلّہ تھے۔ یہ نہیں کہ ساری خوبیاں اُستادوں میں جمع ہوگئیں تھیں شاگرد بھی بڑی صفات والے ہوتے تھے اُس زمانے میں، بڑی خوبیوں والے ہوتے تھے اُن کا مطمحِ نظر اور اُن کا مقصدِ زندگی اور مقصدِ حیات صرف یہ ہوتا تھا کہ ہم اپنے اِس وقت کو جتنا بھی وصول کرسکتے ہوں وصول کرلیں جتنا بھی مطالعہ کرسکتے ہوں کرلیں جتنا بھی اپنے اُستاذ سے حاصل کرسکتے ہوں حاصل کرلیں جتنا اِستفادہ ہوسکتا ہو وہ کرلیں اُس زمانے کے شاگرد بھی ایسے ہوا کرتے تھے۔ ایسے شاگرد ہوتے تھے کہ تم اُن کی تاریخ اگر پڑھو تو تمہیں اپنی زندگی بوجھ معلوم ہونے لگے۔ پورے پورے چوبیس گھنٹے گزر جایا کرتے تھے اُن شاگردوں پر اُن طلباء پر لیکن اُن کو کھانے کی کوئی طلب اور خواہش نہیں پیدا ہوا کرتی تھی۔ یہ واقعات ہیں کوئی خواب کی باتیں نہیں سنا رہا ہوں آپ لوگوں کو۔ پورے چوبیس چوبیس گھنٹے گزر جاتے تھے شاگردوں کے اُوپر لیکن کیا

مجال جو کھانے کی طلب اور رغبت پیدا ہونا تو بہت دُور کی بات، کھانے کی خواہش بھی پیدا نہیں ہوتی تھی۔

تو اُس زمانے کے جو شاگرد تھے پھر بعد میں جب وہ علامۃ الدھر بنے اور اپنے اپنے زمانوں کے اِمام الہُمام بنے اور اُنہوں نے اپنے حالات لکھے تو وہ حالات آج بھی موجود ہیں کتابوں کے اَندر، لکھتے ہیں کہ جب بھوک ستایا کرتی تھی تو مطبخ میں چلے جایا کرتے تھے اور کونے کے اَندر جلی ہوئی باسی روٹیوں کے جو ٹکڑے پڑے ہوئے ہوا کرتے تھے پانی کے اَندر ڈال کر اور اُس کے اُوپر سے دھول مٹی اور پھوئی ہٹا کر اور اُس کے ساتھ ذرا سا نمک چھڑک کر کھالیا کرتے تھے اور کھا کر پھر کتاب دیکھنے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ یہ ہوا کرتا تھا اُس زمانے کے شاگردوں کے علم حاصل کرنے کا اَنداز۔

اَب میرے دوستو، میرے عزیزو اور میرے بچو! بتلاؤ جب شاگردوں کا علم حاصل کرنے کا یہ اَنداز ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اُن کی اِس قربانی کی قدر نہیں فرمائیں گے؟ اُن کو علمِ دین نہیں عطاء فرمائیں گے؟ اُن کو علومِ نبویہ سے آراستہ نہیں فرمائیں گے؟ یقیناً فرمائیں گے۔ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے۔

یہ حالات ہمارے اُن بزرگوں کے اُن کے اَساتذہ کے اور اُن کے شاگردوں کے گزرے ہیں اور کتابوں میں یہ واقعات لکھے ہیں۔ تو میں عرض کررہا ہوں کہ یہ تمام حضرات اگر دِن میں علومِ نبوت کے سپاہی ہوتے تھے تو رات کو اُن کا خاص ایک کمرہ ہوتا تھا جو پورا خلوت خانہ پوری خانقاہ ہوا کرتا تھا۔ خلوت خانہ ہوا کرتا تھا، خانقاہیں ہوا کرتی تھی، سارا دن محنت کررہے ہیں علومِ الٰہیہ پر اور رات کو محنت ہورہی ہے علومِ قلبیہ پر اپنے دل پر محنت ہورہی ہے۔ اور ظاہری بات ہے کہ جب تک جسم کا تعاون دل کو حاصل نہیں ہوگا اور جب تک دل کا تعاون جسم کو حاصل نہیں ہوگا زندگی نہیں سُدھرے گی اور جب جسم اور دل دونوں باہم مل جائیں اور اللہ تعالیٰ پھر علم عطاء فرمادیں تو وہ علم جو ہے اُس آدمی کو کھینچ کر عمل پر لے جائے گا اور جب اِن میں تفریق ہو گی تفاوت ہوگا اِن میں کوئی جوڑ نہیں ہوگا تو ظاہری بات ہے علم ایک طرف رکھا رہ جائے گا اور عمل بے چارہ ایک کونے میں کھڑا حسرت کے ساتھ اُس علم کو تکتا رہے گا کہ کاش! اے علم تو میرے پاس آجاتا تو میں بھی تیرے ساتھ جم کر چل دیتا اور جُڑ کر چل دیتا۔ اَب کیا ہے علم ایک طرف کھڑا ہوا ہے عمل ایک طرف کھڑا ہوا ہے دونوں ایک دُوسرے کا کھڑے ہوئے انتظار کررہے ہیں، نہ علم عمل کی طرف بڑھنے کو تیار اور نہ عمل علم کے پاس جڑنے کو تیار، اَب دونوں اَلگ اَلگ میدان میں کھڑے ہوئے ہیں، یہ ہمارے اَکابر کی جامعیت کی

بات تھی کہ اُن کی پوری زندگی علم اور عمل کے اِمتزاج کے ساتھ چلی۔

علم اور عمل کا اِمتزاج، شریعت اور طریقت کا اِمتزاج کہ دن میں اگر شریعت کے مسائل بیان ہورہے ہیں تو رات کو طریقت کے اُمور حل ہوا کرتے تھے، کسی بھی وقت پہنچ جاؤ مُصلّے پر بیٹھے ہوئے اللہ اللہ کرتے ہوئے ملا کرتے تھے، یہ راتیں اُن کی اِس طرح گزرا کرتی تھیں اور ایسے واقعات پتہ نہیں ہمارے اَکابر کے ہزار دو ہزار نہیں، پتہ نہیں کتنے واقعات ہوں گے پوری زندگی بھری ہوئی ہے اُن کے حالات سے۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اپنے اَکابر اور بزرگوں کے سوانح اور اُن کے حالات پڑھ کر دیکھو، بڑا زمین آسمان کا فرق ملے گا اپنی زندگیوں میں اور اُن کے حالات کے اَندر۔ اُن کے حالات پڑھنا عبرت کی نگاہ سے اور عمل کی نگاہ سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اگر اُن کی زندگیوں کا ایک ذرا سا نمونہ اور اُس کی جھلک آٹے میں نمک کے برابر بھی عطاء فرمادی تو اِنشاء اللہ ہمارا اور تمہارا بیڑا پار ہوجائے گا۔

اور میرے دوستو میرے عزیزو! بات یہی ہے کہ جب تک علمِ شریعت اور علمِ طریقت جڑتا نہیں آدمی کی زندگی بنتی نہیں۔ اِن تمام اَکابر کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیجیے کہ شریعت کے ساتھ اُنہوں نے طریقت کو چلایا، طریقت کے ساتھ شریعت کو جوڑا۔ شریعت اور طریقت کو اگر دُوسرے اَلفاظ میں تعبیر کرو تو کیا ہوگا؟ ''علمِ ظاہر اور علمِ باطن'' علمِ شریعت علمِ ظاہر ہوگیا علمِ طریقت علمِ باطن ہوگیا۔

تو شریعت اور طریقت کا جوڑ علمِ ظاہر اور علمِ باطن کا جوڑ یہ ہمارے اَکابر کا مخصوص امتیاز رہا ہے ورنہ علوم کی میرے بھائیو دوستو آج دُنیا میں کوئی کمی نہیں ہے۔ گلیوں میں نکل جاؤ علوم کے علوم تمہیں مل جائیں گے۔ کتابوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ مل جائیں گے۔ لیکن وہ مزہ داری جو اَکابر دیوبند کی شان ہے اور جو اَکابر دیوبند کا طرۂ امتیاز ہے وہ تو شریعت و طریقت اور علومِ ظاہرہ اور علومِ باطنہ کی جامعیت ہے۔ آج دُنیا میں جتنا بھی کام ہورہا ہے اور آج دُنیا میں جتنی دین کی محنت ہورہی ہے اور آج دُنیا میں جتنا اللہ تعالیٰ دین کو اور علمِ دین کو بڑھا رہا ہے یہ سارے اُن اَکابر کی بزرگوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے جو علمِ ظاہر اور علمِ باطن دونوں کے جامع تھے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ اگر علمِ فقاہت میں فقیہ النفس تھے تو علمِ طریقت میں فقیہ القلب بھی تھے۔ ایسی دُھلائی کرتے تھے دل کی ایسی صفائی کرتے تھے کہ آئینہ کی طرح دل روشن ہوجایا کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے اسرار اور اپنے رموز اور اپنے علوم ایسے کھولتا تھا دل کے اُوپر کہ علم

پھر دل بالکل آئینہ کی طرح ہو جاتا تھا اور ہر شخص کا اُس کے اَندر حُلیہ نظر آ جایا کرتا تھا کہ یہ آدمی کتنے پانی میں کھڑا ہوا ہے میرے سامنے ، اِس کے دل میں کیا ہے ، کس نیت سے یہ آیا ہے کس مقصد سے یہ آیا ہے ؟ یہ راتوں کی محنت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دل کو صاف کر دیتے ہیں۔ یہ بہترین کھانے بہترین کپڑے عمدہ مکان عمدہ رہائش عمدہ چال چلن عمدہ مروجات اور عمدہ ملبوسات اِن سے اللہ تعالیٰ دل صاف نہیں کرتا ، دل تو صاف ہوتا ہے رات کو اُٹھ کر رگڑائی کرنے سے اور پھر اللہ تعالیٰ اُس دل کو ایسا باغ و بہار بناتا ہے رگڑائی کے بعد صفائی کے بعد ، ایسے دل کی اَندر حیات آجاتی ہے کہ پھر ایک دل کی حیات لاکھوں دلوں کی حیات کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے۔ یہ ہمارے اَکابر کا اُوپر سے لے کر نیچے تک سب کا یہ حال تھا ، اُن کے حالات اُن کے واقعات سب اِس بات کو بتلاتے ہیں۔

لکھا ہے تاریخ کی کتابوں میں حضرت گنگوہیؒ کے حالات میں ، انگریز کا دَور تھا اور یہ حضرات سارے کے سارے ٹکر لینے والے تھے انگریز سے ، زبردست ٹکر لی۔ لکھا ہے ایک آدمی آیا حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں بڑے نیاز مندانہ بڑی عقیدت مندانہ بہت مؤدبانہ انداز سے حضرتؒ کے سامنے رہا اور بڑی اُس نے حضرتؒ کے اُوپر اپنی بزرگی کا نقش جمانا چاہا۔ حضرتؒ ذرا بھی متوجہ نہیں ہوئے ، مجلس میں آیا بیٹھا چلا گیا خدمت کی آیا چلا گیا ، حضرتؒ ذرہ برابر اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ اور وہ ایسا سر سے پیر تک سراپا نیاز بنا رہتا تھا کہ جانو اِس سے بڑھ کر خانقاہ میں کوئی مخلص کوئی متواضع اور اللہ تعالیٰ کی طلب کرنا والا کوئی ہے ہی نہیں دُوسرا لیکن حضرتؒ بالکل توجہ نہیں دیا کرتے تھے۔ ایک دن کسی خادم خاص نے عرض کر دیا حضرتؒ بہت دن ہو گئے پڑا ہوا ہے حضرتؒ کچھ توجہ فرما دیجئے۔ فرمایا کہ میں تو تم لوگوں کی وجہ سے خاموش تھا نکال دو خانقاہ سے اِسے۔ اب سارے کے سارے دَنگ رہ گئے کہ چوبیس گھنٹے یہ اپنی ہڈیاں رگڑتا ہے خانقاہ میں ، خانقاہ کی نالیاں صاف کرتا ہے خانقاہ کا بیت الخلاء صاف کرتا ہے غلاظت اُٹھاتا ہے خدمت کرتا ہے مہمانوں کی ، برتن دھوتا ہے یہ کرتا ہے جھاڑو دیتا ہے اور حضرتؒ اتنی خدمت کے باوجود بھی فرماتے ہیں کہ نکال دو اِسے خانقاہ سے۔ چپکے ہو گئے سب خدام کہ کسی دُوسرے وقت میں حضرتؒ سے بات کریں گے اِس وقت تو ذرا غصہ ہے شاید طبیعت کے اندر مزاج میں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرتؒ سے عرض کیا فرمایا تم سے کہا تھا نکالا نہیں اُس کو ابھی تک ، نکال دو باہر۔

بس پھر ذرا خدام چوکنا ہوئے کہ بھئی یہ تو گڑ بڑ والا معاملہ نظر آتا ہے ورنہ حضرت ؒعلم کے پہاڑ تھے کبھی بھی ایسے نہیں کہہ سکتے، چلتا کر دیا ایک دم اُسے، نکال دیا خانقاہ سے گنگوہ شریف کی خانقاہ سے نکال دیا، نکالنے کے بعد وہ وہاں سے نکلا اور اپنے کسی تعلق والے کے ہاں رات اُس نے گزاری جا کر، تو ایک صاحب جو سارا گنگوہ میں یہ منظر دیکھ رہے تھے حضرت ؒ کی گفتگو کا ڈانٹ ڈپٹ کا اُن کو اندر میں بے چینی تھی کہ کیا بات ہے یہ دال میں کالا کیا ہے کیوں ہو رہی ہے ایسی بات؟ خیر وہ اجنبی بن کر اور اَنجان بن کر اور اُس کا محسن بن کر مشفق بن کر اُس کے ساتھ ساتھ ہو لیے کہ جہاں یہ جاوے گا وہیں جا کر اُس کو باتوں میں بھلا کر پھُسلا کر میں اندر کی بات نکلواؤں گا کیا ہے۔ خیر پہنچ گئے اُس کے ساتھ ساتھ رات کو بہت دیر تک اُس کو باتوں میں لگا رکھا اُلجھاتے رہے سمجھاتے رہے اور جب بہت دیر ہوگئی اور وہ نیند سے بے حال ہو گیا تو وہ آدمی پڑ کر سو گیا جب وہ سو گیا تو اِنہوں نے اُس کی تلاشی لی تو اُس کے بیگ میں سے سامان میں سے ایک کاپی ایک بیاض نکلی چھوٹی سی جس میں وہ روزانہ کا اپنا لکھا کرتا تھا کچا چٹھا ڈائری جسے کہتے ہیں تو ایک جگہ دیکھا ڈائری میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے سب کچھ سرکار پر اپنا نثار کر دیا دین بھی دے دیا ایمان بھی دے دیا لیکن سرکار نے میری کوئی قدر افزائی نہیں کی، یہ پڑھا تو پڑھ کر اُن کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ یا اللہ! حضرت گنگوہی ؒ کی فراست۔ خیر کاپی بند کر کے جیب میں اُس کی خاموشی کے ساتھ رکھ دی اور اُس کو سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے صبح کو آ کر پھر پوچھا اُس سے، بھئی تم صحیح صحیح بتلاؤ کون ہو کیا ہو کہاں سے آئے ہو؟ جب پوری اُس سے ڈانٹ ڈپٹ کی سختی کی تو اُس نے کہا کہ میں تو انگریز کا بھیجا ہوا جاسوس ہوں حالات دیکھنے کے واسطے آیا تھا۔

تو میرے بھائیو میرے دوستو! یہ چیز یہ تو بہت معمولی سی ہے میں نے ایک واقعہ تمہیں بتلا دیا اللہ تعالیٰ پھر اِس طریقے سے اَحوال لوگوں کے سامنے لاتا ہے اور دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی اَلگ ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ کا جب انتقال ہوا اور وفات ہوگئی غسل دے دیا کفن پہنا دیا اور دیدارِ عام کے لیے جنازہ رکھا گیا تو لوگ آ رہے جا رہے آ رہے جا رہے زیارت کر رہے گزرتے جا رہے۔ ایک آدمی بہت روتا دھوتا بہت شور مچاتا چیختا چلاتا ہائے مر گیا ہائے لُٹ گیا میرے پیر صاحب تو چلے گئے میرے پیر مرشد تو چلے گئے دُنیا سے۔ روتا روتا حضرت گنگوہی ؒ کا جہاں جنازہ رکھا ہوا تھا وہاں تک آیا جیسے ہی پہنچا قریب میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ ہمارے حضرت شیخ کے پیر و مرشد، حضرت مولانا زکریا صاحب ؒ

کے پیر و مرشد وہاں جنازہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے جیسے ہی وہ روتا چیختا چلاتا ہوا آیا فرمایا پکڑو اِسے پکڑو اِسے یہاں حضرت کے جنازہ کے قریب نہ آئے نکالو اِسے یہاں سے۔ اَب ایسے موقع پر تو آدمی خاموش ہوتا ہے کہ بھئی جنازہ سامنے رکھا ہے لیکن حضرت سہارنپوریؒ چیخ رہے ہیں فرمایا نکالو اِسے نکالو قریب نہ آوے یہ حضرت کے۔ لوگوں نے پکڑا اور تلاشی لی تو پورے ہاتھ کے اُوپر ایسا کیمیکل لگا رکھا تھا اور نیت یہ تھی کہ جب میں حضرت گنگوہیؒ کے قریب جاؤں گا تو ہاتھ چہرے پر پھیر دوں گا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ یہ واقعہ لکھا ہے تذکرۃ الرشید اور تذکرۃ الخلیل میں، تھا کوئی خبیث قسم کا آدمی ہاتھوں پر لگا کر آیا تھا کہ میں آؤں گا رونے دھونے چیخنے سے لوگ متاثر ہوں گے اوہو میرے حضرت تھے انتقال کر گئے اللہ مغفرت کرے اور یہ کہہ کر چہرے پر ہاتھ پھیروں گا کچھ دیر کے بعد وہ تیل جو ہے چہرے پر اَثر ظاہر کرے گا سارا چہرہ کالا ہو جائے گا تو ہم کہیں گے دیکھو دیکھو یہ دیو بندیوں کے پیر و مرشد مرتے مرتے کالے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرماوے۔

میرے بھائیوں میرے دوستوں! یہ بات اللہ تعالیٰ کب دیتے ہیں صرف علومِ ظاہرہ پر نہیں دیتے یہ دیتے ہیں راتوں کی محنت کرنے کے اُوپر کہ اللہ تعالیٰ وہ علوم کھول دیتے ہیں وہ اَسرار کھول دیتے ہیں وہ رموز کھول دیتے ہیں جن سے آدمی دُودھ کا دُودھ اَلگ کر دیتا ہے اور پانی کا پانی اَلگ کر دیتا ہے۔ آپ کی ماشاء اللہ جو زندگی ہے جوان زندگی ہے، خوب محنت کے ساتھ پڑھو اور اِس یقین کے ساتھ پڑھو کہ یہی وہ علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے چل کر آئے ہیں اور جو عرشِ عظیم سے آئے ہیں اور یہی وہ علوم ہیں جن پر دین کی دُنیا کی آخرت کی پوری پوری سو فیصد کامیابی ہے اور یہی وہ علوم ہیں جن سے میں جہنم سے چھٹکارہ پاؤں گا اور جنت میں جاؤں گا اور یہی وہ علوم ہیں جو میرے لیے کامیابی کی ضمانت ہیں پورے یقین کے ساتھ پورے اِخلاص کے ساتھ پورے اِستحضار کے ساتھ پورے اِستخلاص کے ساتھ اِن علوم کو حاصل کرو اور پھر علوم کو حاصل کرتے کرتے کسی اللہ والے کا دامن پکڑ لو پلّہ پکڑ لو۔

ہمارے حضرت شیخ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت گنگوہیؒ کے دَور تک تو یہ بات تھی کہ طلباء کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں بھی کوئی جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ اَبھی تو تم طالب علم ہو پہلے پڑھو جا کر، علم پورا کرو پھر آنا میرے پاس طریقت کی لائن میں چلنے کے لیے۔ لیکن حضرت شیخ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ اَب زمانہ بڑا خراب ہو گیا، بڑا فساد زمانے کے اَندر آ گیا لہٰذا فرمایا کرتے تھے کہ بھئی اَب میں

طلباء کو بیعت کر لیتا ہوں اِس لیے کہ وہ پڑھتے پڑھتے اور جب تک اُن کو سند ملتی ہے تو پتہ نہیں کہاں جا کر اُلجھ جاتے ہیں کہاں جا کر پھنس جاتے ہیں اِس لیے میں طلبِ علم کے زمانہ میں ہی اُن کو بیعت کرلیا کرتا ہوں، تو یہی طریقہ ہے الحمد للہ اُن کے خلفاء بھی جاری کیے ہوئے ہیں۔

بہت اطمینان کے ساتھ فیصلہ کرو علمِ دین حاصل کرنے کا، بہت اطمینان کے ساتھ فیصلہ کرو اپنی زندگی کو بنانے کا، بہت اطمینان کے ساتھ فیصلہ کرو اِس بات کا کہ انشاء اللہ العزیز ہم پڑھنے کے ساتھ ساتھ کسی اللہ والے کا دامن تھامیں گے اپنی اِصلاح کریں گے اپنی تربیت کریں گے اور اپنے دل کو اعمالِ صالحہ کے لیے پورے طور پر تیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو اِس کی توفیق عطاء فرماویں۔ **و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین .**

❁ ❁ ❁

## بیان حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم العالیہ
## جانشین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی !**

اِتنے قیمتی بیانات کے بعد آپ میری بے ربط بات سُن کر یہ سوچیں گے کہ اِس کی کیا ضرورت تھی اچھی باتیں پہلے آچکی تھیں لیکن مشورے سے جو ترتیب رکھی گئی اُس کے ماننے ہی میں فائدہ ہے چاہے بات ہلکی ہو۔

میں یہ عرض کیا کرتا ہوں غیر منقسم ہندوستان سے کتنی بڑی مقدار ہر سال فارغ ہوتی ہے لیکن مدرسوں میں قرآن پڑھانے والے نہیں ملتے، نورانی قاعدہ پڑھانے والے نہیں ملتے، مسجدوں میں نماز پڑھانے والے نہیں ملتے اور جماعتیں لے کر جیسے ملنے چاہیے ویسے نہیں ملتے اور سلوک کی جگہوں میں ذاکرین کی وہ مقدار نہیں ہوتی جو ہونی چاہیے۔ چونکہ ہم فارغ ہونے سے پہلے ہی اپنا نظام بنا لیتے ہیں کوئی اپنے والد کا کاروبار چلانے کی فکر کرتا ہے، کوئی دو چار ساتھی آپس میں جوڑ پیدا کر لیتے ہیں کہ بھئی ہم فلاں کاروبار کریں گے فارغ ہو کر۔ بتائیے جب ہمارے ذہن میں پہلے ہی کاروبار کرنا ہوگا اور اِتنی مدت پڑھنے پڑھانے میں لگائی، ہم نے چندہ کا مال کھایا اُس سے فائدہ اُٹھایا تو بتلاؤ اگر ہم کاروبار میں لگ جائیں گے تو کتنا

نقصان ہوگا ہمارا بھی نقصان ہوگا اور ہمارے مدرسوں کی جنہوں نے اِمداد کی اُن کا بھی نقصان ہوگا۔ چونکہ ہم پڑھنے کے بعد اگر پڑھائیں گے دعوت و تبلیغ کا کام کریں گے سلوک میں مشغول ہوں گے تو ساری لائنیں چلیں گی اور اُن سے جو فائدہ اُمت کو ہوگا اُس کی وجہ سے اعانت کرنے والوں کو بھی ثواب ملے گا، پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہونے والوں کو بھی ثواب ملے گا، دعوت و تبلیغ میں رہنے والوں کو بھی ثواب ملے گا اور سلوک میں جو مشغول ہوجائیں گے اور دِل صاف ہوجائے گا اور پھر دل کا کاروبار ہم کریں گے یعنی سلوک کا ہی سلسلہ شروع کریں گے تو اُس سے بھی فائدہ ہوگا۔

پوری دُنیا میں مدارس بھی بہت ہیں مکاتب بھی بہت ہیں خانقاہیں بھی بہت ہیں مساجد بھی بہت ہیں اور مراکز بھی بہت ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کی مسجد میں صُفّہ پر جو مکتب تھا اُس کی خصوصیت یہ تھی کہ ساری چیزیں وہاں ایک جگہ تھیں، سلوک بھی وہیں تھا دعوت و تبلیغ کا کام بھی وہیں تھا علم بھی وہیں تھا اور بھئی جہاد بھی وہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی قوت و ہمت عطا فرماوے کہ نبی کی نسبت پر ہم اپنے مدرسے چلاویں، نبی کے مدرسے کی نسبت پر ہم اپنی خانقاہیں چلاویں، نبی کے مدرسے کی نسبت پر ہماری مسجدیں آباد ہورہی ہوں، ہمارے مراکز آباد ہورہے ہوں، ہمیں یہ چاہیے مدرسے کے ذمہ داروں کو چاہیے اور اُساتذہ کو چاہیے پڑھنے کے زمانے میں طلباء کا ایسا ذہن بنادیں کہ بھئی پڑھنے کے بعد پڑھانا ہے اور پڑھانے ہی کے زمانے میں تھوڑی تھوڑی چھٹیاں لگا کر دعوت و تبلیغ کی نسبت پر محنت کرکے کام کو سیکھنا چاہیے اور پڑھنے ہی کے زمانے میں کسی صاحبِ نسبت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر سلوک سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے اپنے دل کی صفائی کرنی چاہیے اپنے معاملات کا اہتمام کرنا چاہیے پھر جہاں بیٹھیں گے ہم تینوں کام کرنے والے ہوں گے، دعوت و تبلیغ کے وقت دعوت و تبلیغ کا کام کررہے ہوں گے، پڑھانے کے وقت ہم پڑھا رہے ہوں گے اور سلوک کے وقت اپنے معمولات پورے کررہے ہوں گے اور اپنے تعلق والوں اور اپنے سے اُنس رکھنے والوں اور مسجد میں جو ذاکرین ہوں اُن کے لیے ہم ذکر پورا کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سے، مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے، قاری طیب صاحب مہتمم دارُالعلوم رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت ہوئی اِس سلسلے میں، میں نے اُس کو اَبھی حال ہی میں چھپوایا ہے اَبھی ہندوستان میں تو وہ پھیلی نہیں کیونکہ چھپتے ہی میرے پاس کچھ نسخے دِلّی میں آئے

تھے جس وقت میں چل رہا تھا میں یہاں لے آیا اور خیال یہ ہے کہ ایسی جگہوں پر کلیدی جگہوں پر دے دیں تو آپ لوگوں میں پھیلنا اُس کا آسان ہوجاوے آپ اُس کا مطالعہ فرماویں۔ حضرت شیخؒ نے کیا تحریر فرمایا اُن حضرات نے جواب میں کیا تحریر فرمایا اُس کے جواب میں حضرت شیخؒ نے تحریر فرمایا آخر میں اُن تینوں حضرات کو اِس کو تصنیف کرنا پڑا۔ خط کا مضمون مجھے بھی یاد ہے کہ مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا تھا کہ آپ کا خط ایسے اچھے موقع پر پہنچا میں شوریٰ میں جارہا تھا وہ خط میں لے گیا ساتھ۔ پہلے اپنے شوریٰ والوں کو سنوا کر اُن کی رائے سے اتفاق ہوا تو ہم نے اُس کی تجویز سوچی، تدبیر سوچی کہ یہ کس طرح ہم شروع کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرماوے اور اِخلاص نصیب فرماوے۔

میں اور میرے چند ساتھی شاہ عبد القادر صاحبؒ سے بیعت ہوئے۔ ایک دن مغرب کے بعد میں تھا اُس کے صحن میں، سہارنپور میں ایک مکان ہے اور اُس میں قیام تھا مجھ سے فرمایا شاہ عبد القادر صاحبؒ نے عزیز القدر یوں جی چاہوے کہ تجھے بیعت کرلوں۔ وہ زمانہ وہ تھا کہ ہم شیخ کی آنکھ دیکھے بغیر کچھ کر ہی نہیں سکتے تھے کہیں جانا آنا بھی نہیں تھا بس پابند تھے کیونکہ حضرتؒ نے بہت محبت سے فرمایا تو کیا کرتے گردن نیچے کرلی۔ حضرت شیخؒ کو اطلاع ہوئی حضرت شیخؒ نے مجھے بلایا پوچھا کہ حضرتؒ نے بلایا تھا تو میں نے کہا کہ جی بلایا تھا تو فرمایا تو نے کیا کہا؟ میں نے کہا جی آپ سے پوچھے بغیر کبھی کچھ کیا نہیں تو کچھ نہیں کہا۔ کہنے لگے کہ کل کو میرے آنے سے پہلے درخواست کیجئے کہ حضرت آپ نے کل فرمایا تھا اور میں ہاں نہیں کرسکا آج بیعت کرلیجیے۔ کچھ تھوڑی سی اُن کی کہی کچھ اپنی کہی میں نے کہا آج تک حضرت شیخؒ سے بغیر پوچھے یا بغیر ایماء کے کچھ کیا نہیں۔ اِس وجہ سے کل آپ نے فرمایا تو میں نے سکوت کیا اور آج اُن کا بھی ایماء معلوم ہوا کہ میں بیعت ہوجاؤں۔ حضرت شیخؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو بیعت ہو تو مولانا ہارون صاحبؒ حضرت مولانا یوسفؒ کے صاحبزادے مولانا یوسف صاحبؒ میرے ماموں تھے اور مولوی ہارون میرے بھانجے تھے، تو فرمایا کہ تو بیعت کو جاوے تو اُسے لے لی جو، مولانا زبیر صاحب کے دادا مجلس میں تھے اُنہوں نے کہا کہ تو بیعت کو جاوے تو اِسے لے لی جو۔

مولانا الیاس صاحبؒ کے ایک خلیفہ مجلس میں اور تشریف فرما تھے مولانا احتشام صاحبؒ اُن کے بڑے لڑکے مظاہر العلوم میں پڑھتے تھے اُنہوں فرمایا کہ تو جاوے تو اِسے بھی لے لی جو۔ تو ہم چار ایسے ساتھی ہوگئے تھے جن کے باپ پیر تھے، مولوی زبیر، میں اور مولوی ........ تو حضرتؒ نے ہمیں بیعت فرمایا۔ یہ میں

اِس وجہ سے عرض کررہا ہوں ممکن ہے کہ آپ کے مدرسہ والوں کو یہ ہو کہ تعلیم کے زمانے میں ہم سلوک شروع کریں گے تو تعلیم کا حرج نہ ہو۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ آپ کے یہاں بھی پسندیدہ پیر تھے اور ہمارے ہندوستان میں بھی مقبول پیر تھے، ہم سب کو بیعت کر کے یوں فرمایا کہ اب تو تم پڑھ رہے ہو، ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کرو تا کہ بچپن ہی سے تسبیح سے مناسبت پیدا ہو جاوے اور جب فارغ ہو گے تو ہم تو پتہ نہیں کہاں ہوں گے اپنے اپنے باپوں سے تعلق پیدا کر لیو۔ تو آپ حضرات سے درخواست ہے اپنے مدرسہ والوں کا ایماء دیکھ کر اور اُن سے اجازت لے کر کم سے کم ایک ایک تسبیح اگر ہم بچپن سے پڑھیں گے تو ہمیں مناسبت پیدا ہو گی تسبیح سے سلوک سے اور پھر باقاعدہ جب بڑے ہو کر کسی سے تعلق پیدا کریں گے اور اگر پہلے سے تعلق ہو گا تو اُسے دوبارہ معلوم کریں گے، تب تک تو ہم پڑھ رہے تھے اب آپ ہمیں معمولات بتلا دو تو اِنشاء اللہ بچپن ہی سے تسبیح سے مناسبت ہو گی۔

تھوڑی تھوڑی چھٹیاں لگا کر دعوت و تبلیغ سے بھی مناسبت پیدا کریں۔ آج عوام میں اختلاط کے لیے دعوت و تبلیغ سے بہتر کوئی کام نہیں اور معاف فرمائیے ایک بات عرض کر دیتا ہوں حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے چھ نمبر پر جس طرح محنت کی ہے جن دو نمبروں پر حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے زیادہ محنت کی ہے علم اور ذکر پر آج اُس پر غفلت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اِس غفلت کو دُور فرماوے اور ہمیں اُسی نہج پر چھ نمبروں پر محنت کرنے کی توفیق عطا فرماوے جن پر حضرت مولانا الیاس صاحبؒ محنت کرتے گئے اور اپنے چھوٹوں کو اُس محنت پر ڈال کر گئے۔ علم اور ذکر سے آج کل غفلت ہے اِس کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ آپ حضرات تو ماشاء اللہ علم میں لگے ہوئے ہیں آپ دعوت کا اہتمام کریں اور سلوک کا اہتمام کریں۔ نبی کریم ﷺ کے مدرسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ وہاں چاروں چیزوں پر محنت ہو رہی تھی، علم وہاں پھیل رہا تھا دعوت و تبلیغ کا کام وہاں ہو رہا تھا سلوک میں مشغول تھے اور بھئی جہاد کے لیے بھی ہمیں ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے کہ جب مفتی صاحبان اِس کا فیصلہ کریں تو ہمیں حاضر ہونا چاہیے۔ اُس وقت ہمیں گوشہ نہیں اختیار کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے اور ہمیں اِس سُنے ہوئے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے، سنانے والے نے اگر سنانے میں کوتاہی کی ہو، اللہ معاف فرماوے اور اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عمل کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین دُعاء کریں۔ ✿ ✿ ✿

جناب قمر عثمانی صاحب

## طلبۂ دینیہ سے خطاب

✿ ✿ ✿

حضورِ سیّد خیرالورٰی کے مہماں ہو تم
کتاب اللہ و سنت کے حقیقی ترجماں ہو تم

اصولِ دینِ فطرت کے حقیقی رازداں ہو تم
خزاں نادیدہ گلشن کی بہارِ جاوِداں ہو تم

تمہارے دم سے قائم ہے جہاں میں سطوتِ دینی
متاعِ کفر کے حق میں بلائے ناگہاں ہو تم

تمہارے ذکر سے ایوانِ شیطانی میں ہلچل ہے
جہاں میں شوکتِ اسلام کا محکم نشاں ہو تم

وہی گلشن اکابر نے جسے خوں دے کے سینچا ہے
بہاریں اُس کی تم سے ہیں اور اُسکے باغباں ہو تم

حوادث کی جبینِ پُر شکن سے تم نہ گھبراؤ
تمہیں کیا خوف طوفاں کا کہ بحرِ بیکراں ہو تم

اُٹھو اور قوتِ اخلاق سے دُنیا پہ چھا جاؤ
مقدس محترم تاریخ کی اِک داستاں ہو تم

زمانہ کو دِکھا دو راستہ تقوے کی منزل کا
کہ رخشندہ روایاتِ کہن کے پاسباں ہو تم

✿ ✿ ✿

## وفیات

گزشتہ ماہ خوشاب کے محمد رضوان صاحب کے دادا وفات پا گئے۔

ملتان کے مدرسہ عربیہ رحیمیہ تعلیم القرآن کے مہتمم قاری عبدالحمید صاحب میو وفات پا گئے۔

ڈی آئی خان کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم کے مہتمم مولانا حبیب اللہ صاحب ڈیروی وفات پا گئے۔

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے بھتیجے محمد کلیم صاحب وسط نومبر میں سڑک کے ناگہانی حادثہ میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا اللہ قبول فرمائے، آمین۔

# عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ ازاِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

## عورتوں کی بُری عادت اور گھریلو لڑائیاں :

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک ذرا سا بہانہ مل جائے اُس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی اور اُس کی شاخ میں شاخ نکالتی چلی جائیں گی اِن کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔ کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اِس میں مبتلا نہ ہوں۔ ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں، ساس بہو آپس میں لڑتی ہیں اور دیورانی جیٹھانی تو پیدا ہی اِس لیے ہوئی ہیں (کہ لڑائی کریں)۔ اور دیکھا جائے تو اِن لڑائیوں کی بنیاد صرف اَوہام پرستی ہے کسی کے بارے میں ذرا سا شائبہ ہوا اور اُس پر حکم لگا کر لڑائی شروع کردی۔ دُوسری نے جب کوئی لڑائی دیکھی تو شبہ کی اور زیادہ گنجائش ہے اُدھر سے سیر بھر لڑائی تھی اِدھر سے پانچ سیر بھر ہونا کچھ بات ہی نہیں۔ اور جب اَصل بات کی تحقیق کی جائے تو بات کیا نکلتی ہے کہ فلانی نے کہا تھا کہ وہ بی بی (عورت) تمہاری شکایت کررہی تھی۔ سُننے والی کہتی ہے کہ میری جلا ہی (نقل کرنے والی عورت پڑوسن) بہت اِیماندار ہے بے سُنے اُس نے کبھی نہیں کہا ہوگا۔

گھروں میں ہمیشہ لڑائی ایسی ہی باتوں پر ہوتی ہے۔ کسی خدا کی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ جب شکایت سُنے تو اُس بیچ کے واسطے کو قطع کرکے خود اِس شکایت کرنے والی سے پوچھ لے کہ تم نے میری شکایت کی ہے؟ مسنون طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو اُس شخص سے ظاہر کردے کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں یہ شکایت ہے۔ اُس شخص سے اِس کا جواب مل جائے گا اور اگر وہ شکایت غلط تھی تو بالکل دفعیہ ہوجائے گا۔

اور سُنی سُنائی باتوں پر اعتبار کرلینا اور اُس پر کوئی حکم لگادینا بالکل نصوص (شریعت) کے خلاف اور جہالت ہے۔ اِسی موقع کے لیے قرآن شریف میں موجود ہے اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بدگمانیوں سے بچو بے شک بہت سی بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور اِرشاد ہے اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ یعنی بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

ہم نے تجربہ سے تمام عمر دیکھا کہ سُنی ہوئی بات شاید کبھی سچ نکلتی ہو۔ایک شخص کا قول ہے کہ ایسے واقعات کی روایتیں کہ جن سے راوی (نقل کرنے والے) کا کچھ ذاتی تعلق بھی نہ ہو اور راوی بھی ایسا ہو کہ جھوٹ کا عادی نہ ہو تب بھی جب کبھی دیکھا گیا اور تحقیق کی گئی تو تمام باتوں میں چوتھائی بات بھی سچ نکلتی اور اِن باتوں کی روایت کا تو پوچھنا ہی کیا جن میں راوی کی ذاتی غرض بھی شامل ہو۔

خانہ جنگیاں (گھریلو لڑائیاں) جہاں کہیں ہیں وہ سب اِن ہی بھنگنوں کمہاروں وغیرہ (اِس جیسی عورتوں) کی روایتوں کی بناء پر ہیں کہ اُصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ کچھ حاشیے اِس پر روایت کرنے والی لگاتی ہیں اِس سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ فلانی ہماری مخالف ہے۔بس اِس خیال و وہم سے کچھ حاشیے (مزید باتیں اور بدگمانی) یہ سُننے والی لگا لیتی ہیں،بس اچھی خاصی لڑائی ٹھن جاتی ہے۔

اِس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص جنگل میں آدھی رات کے وقت اکیلا ہو اور اُس کو شیر کا خوف ہو تو جب وہ ایک طرف دھیان جماتا ہے تو کوئی درخت اُسے شیر معلوم ہونے لگتا ہے پھر جب خیال کو ترقی ہوتی ہے تو اُسی خیالی صورت میں ہاتھ پیر بھی نظر آنے لگتے ہیں اور سچ مُچ کا شیر بن جاتا ہے حالانکہ واقع میں کچھ بھی نہیں ہوتا صرف وہم کی کارکردگی ہوتی ہے۔اِسی طرح سُنی سُنائی باتوں میں نفس اِختراع کرتا ہے کہ اوّل تو کچھ آمیزش نقل کرنے والے سے شروع ہوتی ہے پھر جس کے سامنے وہ خبر بیان کی گئی وہ پہلے سے عیب جوئی کے لیے تیار ہوتی ہے ذرا سا بہانہ پا کر سب اَگلی پچھلی باتوں کو تازہ اور خیالات کو واقعات (اور حقیقت) پر محمول کر لیتی ہیں اَب بنی بنائی شکایت موجود ہوتی ہے۔(غوائل الغضب)

عورتوں کی تو دیکھی ہوئی بات بھی اِس قابل نہیں کہ اِن کو صحیح کہا جائے۔اکثر عورتیں اپنی دیورانی جیٹھانی وغیرہ سے اپنی چشم دید باتوں پر ناراض رہتی ہیں اور جب اُن کو سمجھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس بات پر تم ناراض ہو وہ بات یوں ہے تم نے غلط سمجھا تو کہتی ہیں کہ کیا میں بچی ہوں؟ کیا میں سمجھتی نہیں فلاں کام میرے ہی چڑانے کے لیے کیا گیا تھا پھر لاکھ سمجھایئے لیکن اِس فعل کی جو وجہ اپنے ذہن سے گھڑی ہے وہی رہے گی اور اِسی پر رُوئے پر رُوئے رکھتی چلی جائیں گی اور ذرا دیر میں آپس میں رنج ہو جائے گا۔اَب طرفین سے غیبت شروع ہوگئی اور ایک دُوسرے کی غیبت جوئی اور نیچا دِکھانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھیں گی، یہ سب نتائج غصہ کے ہیں عورتیں غصّہ سے مغلوب ہو جاتی ہیں۔(غوائل الغضب)۔(جاری ہے)

قسط : ۲۳

# اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ

## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۶۹) یَافَاطِمَۃُ کُوْنِیْ لَہٗ اَمَۃً یَکُنْ لَّکِ عَبْدًا. (کذا فی الکنوز)

اے فاطمہؓ تم اُس کی (خاوند کی) لونڈی بن جاؤ وہ تمہارے غلام بن جاویں گے۔

یعنی خوب اطاعت کرو جیسے کہ لونڈی آقا کی اطاعت کرتی ہے اگر چہ عورت پر خاوند کا حق اُس حق سے زیادہ ہے جو حق لونڈی پر آقا کا ہے لیکن چونکہ مبالغۃً یہ مثال مستعمل ہے اس لیے اِس کو یہاں بھی ذکر کیا گیا۔ وہ تمہارے غلام بن جاویں گے (شفقت میں یعنی تمہاری اطاعت کا یہ ثمرہ ہوگا کہ وہ نہایت شفقت اور محبت کریں گے اور ایسا کہنا مانیں گے جیسا کہ غلام آقا کا کہنا مانتا ہے۔ خوب سمجھ لو عورت کا خاوند پر بڑا حق ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر میں سوائے خدا کے دُوسرے کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ خاوند کو سجدہ کرے مگر سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں اِس سے بڑھ کے اور کیا رُتبہ ہوگا۔ اور حدیث میں ہے کہ اگر عورت اِس قدر خدمت کرے کہ مرد کے زخم کو چاٹ لے تب بھی اُس کا حق اَدا نہ کر سکے گی۔ زخم کو چاٹنا حرام اور طبعًا سخت مذموم ہے لیکن یہ مثال ہے جس سے غرض یہ ہے کہ نہایت درجہ کی خدمت کے بعد بھی پورا حق اَدا نہیں ہوسکتا تو کوتاہی میں کس قدر گناہ ہوگا اِس کی تفصیل اگر دیکھنی ہو تو بہشتی زیور ملاحظہ ہو۔ اِس تعلیم کی بدولت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کامل اتفاق اور خوب محبت رہی۔

(۷۰) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتٰی فَاطِمَۃَ بِعَبْدٍ قَدْ وَھَبَہٗ لَھَا وَعَلٰی فَاطِمَۃَ ثَوْبٌ اِذَا قَنَّعَتْ بِہٖ رَأْسَھَا لَمْ تَبْلُغْ رِجْلَیْھَا وَاِذَا غَطَّتْ بِہٖ رِجْلَیْھَا لَمْ تَبْلُغْ رَأْسَھَا فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاتَلْقٰی قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ عَلَیْکِ بَأْسٌ اِنَّمَا ھُوَ اَبُوْکِ وَغُلَامُکِ. (رواہ ابو داؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مع اُس غلام کے جس کو حضرت فاطمہؓ کے لیے ہبہ کر چکے تھے حضرت سیدہؓ کے دولت خانہ پر تشریف لائے اور جناب سیدہؓ کے پاس ایک کپڑا تھا کہ جب اُس سے سر ڈھکتی تھیں تو وہ پیروں تک نہیں پہنچتا تھا اور جب اُس سے پیر ڈھکتی تھیں تو سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ سو جب دیکھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے ڈھکنے کی مشقت اور کوشش کو (کہ چاہتی تھیں تمام بدن ڈھنک جائے) فرمایا تجھ پر کچھ سختی نہیں سوائے اِس کے نہیں ہے کہ اِس وقت تمہارے باپ اور تمہارے غلام ہیں۔

بعضے مقام ایسے ہیں بدن میں جن کا کھولنا محرم مردوں کے سامنے جائز ہے جو مقام کھل گئے تھے وہ ایسے ہی تھے، تفصیل اِس کی کتب فقہ میں ہے اور بہشتی زیور میں بھی قدرِ ضرورت موجود ہے اور غلام بھی اِس حکم میں محرم کے حکم میں قرار دیا گیا۔ یہ حکم اُس مبارک زمانہ کا ہے اَب تو غلام کو غیر محرم کا حکم ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو غلام کو غیر محرم کا حکم دیا ہے پردہ کے باب میں اِس کی وجہ انقلابِ زمانہ ہے یہ تاویل امام صاحبؒ کے قول کی بلا تامل غیب سے بندہ کو اِلقاء ہوئی اور اِس حدیث سے غایت درجہ دُنیا کی تنگی اور حیا اور صبر حضرت فاطمہؓ کا ثابت ہوا۔

(۱۷) عَنْ اُمِّ هَانِیءٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ یَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ الخ (اَورده فی المشکوٰة)

اُم ہانی بنتِ ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی سال فتح مکہ کے، پس میں نے آپ کو غسل کرتے پایا اور حضرت فاطمہؓ آپ کی بیٹی ایک کپڑے سے آڑ اور پردہ کر رہی تھیں۔ (یہ حدیث طویل ہے بقدرِ حاجت نقل کی گئی)۔

یہاں سے شرف خدمتِ نبی ﷺ کا حضرت فاطمہؓ کے لیے ثابت ہوا جو بڑی عبادت ہے اور پردہ اِس طور سے کیا تھا کہ حضور ﷺ کا ستر حضرت فاطمہؓ کو نظر نہ آئے۔ (جاری ہے)

# گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

۞ ۞ ۞

حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ یَوْمُ الْخَمِیْسِ وَمَایَوْمُ الْخَمِیْسِ ثُمَّ بَکٰی حَتّٰی خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجْعُهٗ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ اَکْتُبُ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَایَنْبَغِیْ عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا اَهَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاَوْصٰی عِنْدَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِمَا کُنْتُ اَجِیْزُهُمْ وَنَسِیْتُ الثَّالِثَةَ.

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۲۹. مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا (آہ) جمعرات کا دن وہ جمعرات کا دن بھی کیا عجیب تھا، یہ کہہ کر آپؓ رونے لگے اور اِتنا روئے کہ وہاں پڑے ہوئے سنگریزے آپؓ کے آنسوؤں سے تر ہوگئے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُن کے شاگرد نے پوچھا کہ کون سی جمعرات کا ذکر ہے اور اُس دن کیا ہوا تھا کہ آپؓ اِس قدر افسوس کے ساتھ اُس کو بیان کررہے ہیں ؟ اِس پر) آپؓ نے فرمایا (یہ اُس جمعرات کے دن کا ذکر ہے) جب رسولِ اکرم ﷺ کی بیماری بہت شدید ہوگئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا مجھے ایک کاغذ لادو تاکہ میں تمہارے لیے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو۔ (اُس وقت آپ ﷺ کے پاس موجود حضرات نے یہ

بات سُن کر اختلاف ونزاع شروع کر دیا حالانکہ نبی کے سامنے اختلاف ونزاع کا اِظہار مناسب نہیں۔ اُن میں سے کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ کیا آپ ﷺ دُنیا کو چھوڑ رہے ہیں؟ آخر کار آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو چھوڑ دو کیونکہ اِس وقت میں جس حالت میں ہوں وہ اُس حالت سے بہتر وافضل ہے جس کی طرف تم مجھے متوجہ کر رہے ہو۔ (اِس کے بعد) آپ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت کی۔ ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ دُوسری یہ کہ جو ایلچی اور قاصد آئیں اُن کے ساتھ عزت واحترام کا وہی معاملہ کرو جو میں کیا کرتا تھا۔ تیسری بات میں بھول گیا۔

ف : تیسری بات کے بارے میں بعض محدثین فرماتے ہیں کہ جیش اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی سے متعلق تھی۔ بعض محدثین کہتے ہیں کہ نماز اور غلاموں کے بارے میں تاکید سے متعلق تھی۔ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ تیسری بات آپ ﷺ نے یہ فرمائی تھی کہ میری قبر کو بُت نہ بنا دینا جس کی پرستش کی جانے لگے، واللہ اعلم۔

## حضور ﷺ دُنیا سے تین قبیلوں سے ناخوش تشریف لے گئے :

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءٍ ثَقِيْفٍ وَبَنِيْ حَنِيْفَةَ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ .

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۵۱)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے پردہ فرما گئے اِس حال میں کہ آپ ﷺ تین قبیلوں سے ناخوش تھے۔ (۱) بنو ثقیف (۲) بنو حنیفہ (۳) بنو اُمیہ۔

ف : مذکورہ بالا تینوں قبیلوں میں ایسے اَفراد پیدا ہوئے جن سے مخالفین اِسلام کو فائدہ پہنچا اور مسلمانوں کو شدید رنج واَلم اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو آگاہ فرمایا تھا کہ آگے چل کر اِن قبائل سے کیسے کیسے فتنے اور کیسے کیسے ظالم لوگ پیدا ہوں گے اِس لیے آنحضرت ﷺ اِن تینوں قبیلوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔

چنانچہ ثقیف تو وہ قبیلہ ہے جس میں حجاج بن یوسف جیسا مشہور ظالم شخص پیدا ہوا۔ بنوحنیفہ وہ قبیلہ ہے جس نے مسیلمہ کذاب جیسے فتنہ ساز کو جنم دیا اور بنواُمیہ وہ قبیلہ ہے جس میں عبیداللہ بن زیاد پیدا ہوا۔ یہ وہی عبیداللہ بن زیاد ہے جو یزید کی طرف سے کوفہ وبصرہ کا گورنر تھا اور جس نے محض دربارِ امارت میں خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی ماتحت فوج سے سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔


## درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 4:30 بمقام X-35 فیزIII ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ

قسط : ۱۲

# یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

✡ ✡ ✡

## اَقوامِ متحدہ : (United Nations)

یہودیوں نے پہلی عالمی جنگ کے بعد لیگ آف نیشنز کا قیام فلسطین کو یہودیانے کے لیے کیا تھا پھر اُنہوں نے دُوسری عالمی جنگ کی منصوبہ بندی کی جس کے بعد اُنہوں نے ''اَقوامِ متحدہ'' کو جنم دیا تاکہ فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کے جرائم کی دُوسری کڑی کی کارروائی شروع کی جائے یعنی فلسطین کی تقسیم کا فیصلہ کر کے یہودی حکومت کے قیام کی قرارداد پاس کرائی جائے۔

جب سے اَقوامِ متحدہ کا وجود ہوا ہے اُس کے ٪۶۰ فیصد ملازمین یہودی ہیں جب کہ یہودیوں کا تناسب دُنیا میں 0.5% یعنی سو میں صرف آدھا ہے ایک بھی نہیں ، لیکن اَقوامِ متحدہ اپنے وجود سے آج تک یہودیوں کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ہر وہ قرارداد جو یہودیوں کے خلاف جاتی ہے اُس کو ویٹو کر دیا جاتا ہے۔

اَقوامِ متحدہ کے ممبران کی تعداد ۱۱۴ ہے (خیال رہے کہ یہ بات ۱۹۷۸ء کی ہے) اِن میں ۲۰ ممبر ممالک اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتے جن میں عربی و اِسلامی ممالک ہیں۔ بادشاہِ ترکی و اِیران مستثنٰی ہیں۔ ۹۴ ممالک اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے سُفراء عالمی یہودی حکومت کے مرکزِ قدس بھیجتے ہیں۔

اَقوامِ متحدہ کی تشکیل کے اِبتدائی سالوں میں اُس کے اَسٹاف کا چارٹ کچھ اِس طرح تھا :

| | | |
|---|---|---|
| ٹریجی لی | جنرل سیکریٹری | یہودی |
| بنیامین کوہین | نائب سیکریٹری برائے ذرائع ابلاغ | یہودی |
| کے ونٹر | دفتر کے اِنتظامی ڈائریکٹر | یہودی |
| روزنبرگ | شعبہ اِقتصادیات کے چیف | یہودی |

| | | |
|---|---|---|
| ڈاکٹر ویتھروب | ڈائریکٹر شعبۂ اِقتصادیات | یہودی |
| بنولیوی | فلم سیکشن کے ڈائریکٹر | یہودی |
| میکس ابراموتش | اِنتظامی کمیٹی کے نائب مدیر | یہودی |
| اے فیلر | ڈائرکٹر شعبہ قانون | یہودی |
| ڈاکٹر زابلودسکی | شعبہ مطبوعات (دستاویزی سیکشن) کے ڈائریکٹر | یہودی |
| جے رابینوتش | ترجمہ سیکشن کے ڈائریکٹر | یہودی |
| ایم برجمین | اکزیکیٹیو ڈائریکٹر | یہودی |
| ڈاکٹر مورس | جینوا کے عالمی دفتر کے ڈائریکٹر | یہودی |
| ایم منڈلز | ورلڈ بنک کے سیکریٹری | یہودی |
| کے جٹ | مدیر شعبۂ مالیات | یہودی |
| وی الٹیمن | نائب مدیر شعبہ مالیات | یہودی |
| ایم برھشتائن | بین الاقوامی مالیات کی تحقیقات کے ڈائریکٹر | یہودی |
| جوزیف گولڈ | مشیر اوّل شعبۂ مالیات | یہودی |
| لیولافنتھال | مشیر ثانی شعبۂ مالیات | یہودی |
| جے مایر | بین الاقوامی حفظانِ صحت بورڈ کے فنی ڈائریکٹر | یہودی |
| ایم کوہین | بین الاقوامی پناہ گزیں فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر | یہودی |
| جے جیکوبسن | بین الاقوامی پناہ گزیں فاؤنڈیشن کے نائب مدیر | یہودی |
| ز ڈاچمین | بین الاقوامی حفظانِ صحت بورڈ کے نائب مدیر | یہودی |
| وی کلین برگ | بین الاقوامی دفتر برائے اعصابی تناؤ کے ڈائریکٹر | یہودی |
| برنارڈ باروخ | ایٹامک اِنرجی کمیٹی کے ممبر | یہودی |

| | | |
|---|---|---|
| ایرنٹ کروز | اَقوامِ متحدہ کے دائمی نائب سفیر | یہودی |
| الفرڈ کاٹزن | کوریا میں اَقوامِ متحدہ کے نمائندہ | یہودی |
| ازاء ورلوبین | اِقتصادی کمیٹی اور ملازمین کے مسائل کے لیے اَقوامِ متحدہ کے نمائندہ | یہودی |
| جولیوس کاٹزسوشی | پولینڈ کے دائمی سفیر | یہودی |
| مانیلوسکی | سلامتی کونسل میں رُوس کے سفیر | یہودی |
| آر۔یوڈین | بین الاقوامی جرمانہ سیکشن کے ڈائریکٹر | یہودی |

اَقوامِ متحدہ کے یونیسکو سیکشن میں ثقافتی و اَدبی سرگرمیوں پر یہودیوں کا قبضہ ہے جو عالمی یہودی مقاصد کے لیے اُسے استعمال کرتے ہیں۔ یونیسکو کے اہم ذمّہ دار :

| | | |
|---|---|---|
| جے ایزن ہارٹ | ثقافتی دفتر نشر واشاعت کے ڈائریکٹر | یہودی |
| ایس۔لوفمین | بین الاقوامی کلچرل تعاون کی ڈائریکٹر | یہودی |
| ایچ۔کابلن | علاقاتِ عامہ کے ڈائریکٹر | یہودی |
| ایچ۔سی لسکی | شعبہ ملازمین کے ڈائریکٹر | یہودی |
| ایم۔ابرامسکی | شعبہ رہائش کے ڈائریکٹر | یہودی |
| آلف اسمرفلٹ | شعبہ بیرونی تعلقات کے ڈائریکٹر | یہودی |
| بی۔ویرمائل | شعبہ تعمیرات کے ڈائریکٹر | یہودی |
| اے۔ویلسکی | جنوبِ ایشیاء میں سنٹر فار سائنٹفک ریسرچ کے ڈائریکٹر | یہودی |

## (۱) نورمبرگ کے مقدمات :

یہودیوں کے اَقوامِ متحدہ کے مختلف اِداروں اور شعبوں میں قبضہ کی واضح دلیل نورمبرگ کے مقدمات ہیں جن کی منصوبہ بندی یہودیوں نے کی اور اُن کے لیے جج، نائب جج اور ایکزیکیٹیو اَفراد کا تقرر کیا

اور جب حلیف حکومتوں برطانیہ، امریکہ اور رُوس کے نمائندوں کی لندن میں ۸/ اگست ۱۹۴۵ء کو عدالت کے قانون کو وضع کرنے کے لیے میٹنگ ہوئی تو وہ نمائندگان مندرجہ ذیل اَفراد تھے :

| | | |
|---|---|---|
| جوویٹ | برطانیہ کا نمائندہ | یہودی |
| رابرٹ جکسن | امریکہ کا نمائندہ | یہودی |
| آرفالکو | عبوری فرانسیسی جمہوریہ کا نمائندہ | یہودی |
| نکٹ شنکو | سوویت یونین کا نمائندہ | یہودی |
| اے ٹرینن | رُوسی نمائندہ | یہودی |

نورمبرگ کے مقدمات میں جس شخص نے بنیادی کردار اَدا کیا اور جس نے عدالت کے انتظامات کیے وہ یہودی جج صموئیل روزن مین ہے۔ مزید ممبران کے نام درج ذیل ہیں :

| | | |
|---|---|---|
| ایچ ،لوینتھال | روزن مین کا مشیر | یہودی |
| شلڈون گلوئک | مقدمہ کی تیاری کے لیے روزن مین کا سیکریٹری | یہودی |
| ایل جسٹس لارنس | برطانوی جج | یہودی |
| جسٹس بیرکٹ | دُوسرا برطانوی جج | یہودی |
| کرنل فولکوف | رُوسی جج | یہودی |
| فرانس بیڈل | امریکی جج | ماسونی |
| جان پارکر | امریکی جج | ماسونی |
| ڈونیڈی ڈی فابری | فرانسیسی نائب جج | یہودی |
| لوٹرباخت | جنگی جرائم کمیٹی کا ممبر | یہودی |
| جیکوبووچ | مقدمہ کی آخری پیشی کا مترجم | یہودی |
| ڈبلیوفرانک | عدالت کے قیدیوں کے بارے میں فیصلوں کا مترجم | یہودی |

| | | |
|---|---|---|
| کارل جیکوبی | اِس نے وہ دستاویز تیار کی تھی جس کو ملازمین کے خلاف استعمال کیا گیا | یہودی |
| کرنل بی اندروز | عدالت میں مقدمہ کے دَوران ملازمین کی قید کا ذمہ دار | یہودی |
| ایل گولڈن سن | نورمبرگ کے جیل کا نفسیاتی طبیب | یہودی |

یہودی جان وڈز John Woods نے ملازمین پر موت کے فیصلہ کا نفاذ کیا اور قصداً اُس نے ایک یہودی تہوار Hashanaraba (ہشانہ ربا) کے دن فیصلہ کا نفاذ کیا۔ سولی پر موت دینے میں بھی یہودیوں نے وحشیانہ طریقہ استعمال کیا۔ بعض ملزمین سولی پر ۲۴ منٹ زندگی اور موت کی دردناک تصویر بنے رہے۔ یہ یہودیوں کا جرمنی کے لیڈروں سے لیا جانے والا بزدلانہ اور بدترین انتقام تھا صرف اِس لیے کہ اُنہوں نے عالمی یہودیت کے غلبہ کو روکنے کی کوشش کی تھی۔

یہ اَقوامِ متحدہ کا ماضی ہے، آج بھی اَقوامِ متحدہ یہودیت وصہیونیت کا کھلونا ہے بلکہ اُس کی نوکر چاکر اور ذلیل و بے بس غلام اَقوامِ متحدہ نے دھیرے دھیرے یہودی قبضہ سے اپنے کو آزاد کرنے کی کوشش کی تھی لیکن موجودہ امریکی اور برطانوی صہیونی جارحیت اور افغانستان اور عراق کے خلاف موجودہ دَور کے چنگیز و ہلاکو کے وحشیانہ مظالم کے خلاف آواز اُٹھانے کی اَب اُس میں جرأت نہیں۔ ''لیگ آف نیشنز'' کی طرح اِس کی بھی موت کا اَب انتظام کیا جا رہا ہے۔ اِس اِدارہ کے نمائندے امریکی و برطانوی بالادستی کے تحت جمع ہوتے ہیں تو اُن کی مثال اُس بیمار پالتو کتے سے زیادہ نہیں ہوتی جس کو مالک بار بار مارتا ہے، دُھتکارتا ہے لیکن پھر وہ چند چھیچھڑوں کے لیے حاضر ہو جاتا ہے۔

دُنیا کا ضمیر اگر زندہ ہوتا اور اُس میں اَدنی غیرت ہوتی تو وہ امریکہ و برطانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اُن کو انسانیت کا پابند بناتی یا اُن کی کمر توڑنے کے لیے کمر کس لیتی۔

لیکن افسوس شراب وسؤر نے ایک قوم کی غیرت وحیا کو اگر بالکل ختم کر دیا تو دُوسری طرف اُس کے ہم سایہ و ہم نوالہ حقیر نوکروں اور چاکروں کی ذلیل و بے حیا زندگی نے بقائے انسانیت و ناموس پر ناپاک لذت اور شہوت کو ترجیح دی۔ لعنت ہو ایسی اَقوامِ متحدہ اور اُس کے غلاموں پر۔ (جاری ہے)

# دینی مسائل

## ﴿ رہائش ملنے کا بیان ﴾

مسئلہ : مرد کے ذمّہ یہ بھی واجب ہے کہ بیوی کے رہنے کے لیے کوئی ایسی جگہ دے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بالکل خالی ہو تا کہ میاں بیوی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرلے تو ساجھے کے گھر میں رکھنا دُرست ہے۔

مسئلہ : گھر میں ایک جگہ عورت کو اَلگ کردے جہاں وہ اپنا مال واَسباب حفاظت سے رکھے اور خود اُس میں رہے سہے اور اُس کی کنجی قفل اپنے پاس رکھے کسی اور کو اُس میں دخل نہ ہو فقط عورت ہی کے قبضہ میں رہے تو بس حق اَدا ہو گیا۔ اگر مالدار ہو تو اُس حصہ میں بیت الخلاء اور کھانا پکانے کی جگہ بھی ہو۔

مسئلہ : جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لیے کوئی اَلگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پائے فقط عورت کے قبضہ میں رہے اِسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اُس کے رشتہ داروں کو نہ رہنے دے، نہ ماں کو نہ باپ کو نہ بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔

### علاج معالجہ کا خرچہ :

مسئلہ : علاج معالجہ کا خرچ شوہر کے ذمّہ نہیں کیونکہ علاج کرانا خود واجب نہیں تو ایک غیر واجب چیز کا خرچہ کسی دُوسرے کے ذمّہ کیسے لازم اور واجب کیا جاسکتا ہے۔ جب یہ خرچہ مرد کے ذمّہ نہیں تو اگر وہ پھر بھی عورت کو علاج کا خرچہ دے دے تو اُس کا احسان ہے اور اگر وہ خرچہ نہ دے تو عورت اپنے پاس سے خرچ کرے اور اگر اُس کے پاس اپنا مال نہ ہو اور وہ علاج کرانا چاہے تو وہ زکوٰۃ اور صدقہ لے کر علاج کرا سکتی ہے۔

### متعنت کی زوجہ کا حکم :

مسئلہ : اِصطلاح میں متعنت اُس شخص کو کہتے ہیں جو باوجود قدرت کے بیوی کو خرچہ وغیرہ نہ دے۔ ایسی عورت کو اوّل تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خُلع وغیرہ کرلے لیکن اگر بھرپور کوشش کے باوجود شوہر نہ مانے تو دو صورتوں میں عورت کو تفریق کا حق ملتا ہے :

ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے یعنی نہ تو کوئی شخص عورت کے خرچ کا بندوبست کرتا

ہو اور نہ خود عورت حفظ و آبرو کے ساتھ کسب معاش پر قدرت رکھتی ہو۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ اگرچہ سہولت یا دِقت کے ساتھ خرچ کا انتظام تو ہوسکتا ہے لیکن شوہر علیحدہ رہتا ہو اور اِس وجہ سے عورت کے معصیت میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔

تفریق کا طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی کی عدالت میں پیش کرے جو شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے معاملہ کی پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو تو خاوند سے کہا جائے کہ اپنی بیوی کے حقوق اَدا کرو یا اُس کو طلاق دے دو وَرنہ ہم تفریق کردیں گے۔ اِس کے بعد بھی اگر شوہر کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی بغیر کسی مہلت کے طلاق واقع کردے۔ یہ طلاقِ رَجعی شمار ہوگی۔

**عدت کے دَوران خرچہ اور رہائش کا حکم :**

مسئلہ : جس عورت کو طلاق مل گئی ہو خواہ رَجعی ہو یا بائنہ یا مُغلظہ وہ بھی عدت تک روٹی کپڑے اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے۔

مسئلہ : جس عورت کا خاوند مر گیا ہو تو چونکہ اُس کو شوہر کے مال میں سے وراثت کا حصّہ ملتا ہے اور باقی دُوسرے وارثوں کا حق ہے اِس لیے وہ مشترکہ ترکہ میں سے اپنا خرچہ لینے کی حق دار نہ ہوگئی بلکہ ترکہ میں سے اِس کو جو اپنا حصّہ ملے گا اُس میں سے خرچہ کرے۔ اگر شوہر اپنے ذاتی مکان میں رہتا تھا تو اُس میں سے بیوی کو جو حصّہ ملے اُس میں عدت گزارے لیکن اگر وہ رہائش کے لیے ناکافی ہو تو دُوسرے وارثوں پر واجب نہیں کہ وہ اپنے حصّہ میں بیوی کو عدت کے ایام میں ٹھہرائیں بلکہ اگر خوشی سے اجازت دیں تو بہتر ہے ورنہ بیوہ دُوسرے کسی قریب تر مکان میں عدت گزارے۔ اگر شوہر کرایہ کے مکان میں رہتا تھا اور عورت کو اُس مکان کے کرایہ کی اِستطاعت نہ ہو تو وہ یہ مکان چھوڑ کر کسی دُوسرے قریب تر مکان میں جا کر عدت گزارے۔

# اخبار الجامعہ

﴿ محمد آصف جالندھری، متعلم جامعہ مدنیہ جدید درجہ دورۂ حدیث ﴾

۳۱ ؍اکتوبر کو بعد اَز نمازِ عشاء حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب اور مولانا سیّد مسعود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم محمد عمران کے ولیمہ میں شرکت کی غرض سے پتوکی تشریف لے گئے۔

یکم نومبر کو صبح دس بجے خانپور سے مولانا عبدالسمیع صاحب اور اُن کے صاحبزادے مولانا عبدالقیوم صاحب تشریف لائے اور مہتمم صاحب سے ملاقات اور مختلف اَحوال پر گفتگو ہوئی۔

اِسی روز بعد از نمازِ مغرب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے الحامد ٹرسٹ کے تحت جامعہ مدنیہ جدید میں عملہ اور طلباء کے لیے مفت علاج کے لیے زیرِ تعمیر ہسپتال ''مستشفیٰ الحامد'' کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اِس تقریب میں جامعہ کے تمام اَساتذہ کرام اور طلباء نے شرکت کی۔ آخر میں حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے دُعا کرائی۔

۲؍نومبر کو حضرت مولانا سیّد محمود صاحب مدنی جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے ہند، ہندوستان سے ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی غرض سے پاکستان تشریف لائے۔ چناب نگر سے لاہور واپسی پر حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔

۲؍نومبر کو حضرت مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم ہندوستان سے بعد اَز نمازِ عشاء تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب اور مولانا سید مسعود میاں صاحب اُن کے استقبال کے لیے ائیر پورٹ تشریف لے گئے۔

۷؍نومبر کو حضرت مولانا طلحہ صاحب کی ڈھڈیاں شریف آمد کے موقع پر حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب وہاں تشریف لے گئے اور حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب دامت برکاتہم سے بھی ملاقات ہوئی۔

۹؍نومبر کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب حیدری اور محترم اکرم صاحب دُرّانی سابق وزیرِ اعلیٰ صوبہ سرحد جامعہ جدید تشریف لائے اور نمازِ جمعہ مسجد حامد میں اَدا کی، مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے نمازِ جمعہ کی امامت کرائی۔ نیز جامعہ کے تعمیری و تعلیمی اَحوال دیکھ کر خوشی و مسرت کا اِظہار فرمایا۔

۱۲ر نومبر کو حضرت مولانا عمر پالن پوری صاحب ؒ کے بیٹے جناب مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ مدنیہ جدید کے اَحوال دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا۔

۱۶ر نومبر کو جناب حافظ تنویر احمد صاحب شریفی مع رُفقاء اور لکی مروت سے جناب حاجی امان اللہ صاحب اور اُن کے صاحبزادے رشید احمد خان صاحب، بہاولنگر سے مولانا عبدالستار صاحب مع اپنے رُفقاء جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور نمازِ جمعہ مسجد حامد میں اَدا کی۔ بعد اَزاں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور جامعہ مدنیہ جدید کی تعمیری و تعلیمی ترقی دیکھ کر خوشی و مسرت کا اِظہار فرمایا۔

۱۷ر نومبر کو ممبر قومی اسمبلی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مع دیگر رُفقاء کرک سے جامعہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کے اساتذہ مولانا خالد صاحب، مولانا حسن صاحب اور مولانا امان اللہ صاحب سے ملاقات کی اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ جامعہ مدنیہ جدید کی تعمیری و تعلیمی ترقی دیکھ کر خوشی و مسرت کا اِظہار فرمایا۔

۱۸ر نومبر کو راولپنڈی سے جناب حاجی خدا بخش و جناب مولا بخش صاحب دیگر رفقاء کے ہمراہ جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔ اِسی روز جناب مفتی ابولبابہ صاحب کے بھائی مولانا عبداللہ مظہر شاہ صاحب اور اُن کے ساتھی مولانا بلال صاحب نیز محترم قاری حسن صاحب مع رُفقاء جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔

## حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مد ظلہم کے ساتھ سفر کی کارگزاری :

آج بروز بدھ ۲۵ر شوال ۱۴۲۸ھ ۷ر نومبر کو راقم نے بخاری شریف کی عبارت شروع کی اَبھی ایک حدیث کی تلاوت کی ہی تھی کہ حضرت شیخ الحدیث اُستاذِ محترم مولانا سید محمود میاں صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ چلو بھئی آج اِتنا ہی سبق کافی ہے میں برکت کے لیے حاضر ہوا تھا کہیں سبق کا ناغہ نہ ہو جائے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب ؒ کے جانشین بیٹے حضرت مولانا طلحہ صاحب مد ظلہم جو ہندوستان سے تشریف لائے ہوئے ہیں ڈھڈیاں شریف ضلع ...... حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مد ظلہم کی خانقاہ تشریف لے جا رہے ہیں مجھے بھی وہاں جانا ہے۔ حضرت شیخ نے سبق سے فراغت کے بعد بھائی خبیب اور راقم پر نظر شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ بھئی جلدی تیاری کرلو فوراً سفر پر روانگی ہے ہم نے فوراً تیاری کی اور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضرت شیخ نے رُفقاء سفر قاری غلام سرور صاحب جامعہ کے فاضل اور سفر کے رہبر مفتی بشیر صاحب اور ڈرائیور بھائی اقبال صاحب بھائی خبیب صاحب اور راقم کو فرمایا کہ سفر شروع کرتے ہیں، تقریباً ۴۵:۴ پر ہم نے حضرت شیخ کی قیادت میں سفر شروع کیا۔

ٹریفک کے شدید اِژدہام کی وجہ سے ہم کو مغرب کی نماز لاہور میں ہی اَدا کرنا پڑی۔ نماز کے فوراً بعد گاڑی میں ہی حضرت شیخ اپنے معمولات میں مصروف ہوگئے، معمولات کی تکمیل کے بعد حضرت نے جامعہ کی تعمیرات اور طلباء کے اکرام وطعام میڈیکل اور دیگر اَخراجات سے متعلق واؤچروں کو دیکھنا شروع فرمایا سینکڑوں کی تعداد میں واؤچر تھے مسلسل دیکھتے دیکھتے اچانک تبدیلی لہجہ کے ساتھ فرمانے لگے کہ یہ رسیدیں میں پاس نہیں کروں گا میں پیچھے والی سیٹ پر بیٹھا تھا حضرت کی آواز سُن کر آگے کی طرف لپکا فرمانے لگے اِس واؤچر پر طالب علم کے دستخط نہیں ہیں لہٰذا جب تک طالب علم کے دستخط نہیں ہوجاتے یہ واؤچر پاس نہیں کروں گا اور اُس واؤچر کو علیحدہ کرکے رکھ دیا اور مجھ مخاطب کرکے فرمانے لگے کہ آصف ہمارے جامعہ میں ایک روپیہ بھی اگر خرچ ہوگا تو اُس کا واؤچر ضرور بنے گا بغیر واؤچر کے کسی کو جامعہ کا ایک روپیہ بھی خرچ کرنے کی اجازت نہیں، اِتنے مشکل عمل کے بارے میں راقم سوچنے لگا کہ کروڑوں روپوں کا تقریباً ۲۵ را یکڑ پر مشتمل تعمیراتی پروجیکٹ ودیگر اَخراجات کے باوجود جامعہ کی اِنتظامیہ ایک ایک روپیہ کو کیسے ریکارڈ میں لارہی ہے یہ بات میں دل میں سوچ ہی رہا تھا کہ اِسی اِثنا حضرت شیخ نے فرمایا آصف اِس واؤچر کو دیکھو میں نے دیکھا تو پانچ روپیہ کا بل تھا دیکھتے ہی میری آنکھیں ششدر رہ گئیں میں کافی دیر تک سوچتا رہا اور کوئی بات نہ کی تو بھائی خبیب کو حضرت شیخ فرمانے لگے کہ آصف کو گاڑی نے پیچھے پھینک تو نہیں دیا وہ بالکل خاموش ہوکر بیٹھا ہے کوئی بات ہی نہیں کرتا، قارئین میں بات کرتا بھی کیسے؟

اپنے جامعہ کے انتظامیہ کا اتنے بڑے تعمیراتی پروجیکٹ میں یہ نظم وضبط دیکھ کر مجھے میرے ضمیر نے خاموش ہونے پر مجبور کردیا تھا کافی دیر کے بعد جب عشاء کی نماز ہم نے موٹروے پر اَدا کرلی تو حضرت شیخ شاید میری خاموشی کو توڑنے کے لیے اپنے مخصوص اَنداز میں مزاح فرمانے لگے کہ آج آصف اور خبیب دونوں سفر پر اکٹھے ہیں (وِچلی گل کوئی ہور لگدی اے مینوں) حضرت شیخ کی زبان سے خلاف عادت پنجابی کا یہ جملہ سُن کر میں ہنس پڑا اور باتیں شروع ہوگئیں۔ اِسی دوران تقریباً ساڑھے نو بجے ہماری گاڑی بھیرہ انٹرچینج سے اُتری اور ڈھڈیاں شریف حضرتؒ کی خانقاہ کی طرف جانے والی سڑک پر روانہ ہوگئی بالآخر گاڑی کے دونوں طرف گنے کی فصلیں رات کی تاریکی اور سڑک کے پیچ وخم طے ہوہی گئے اور دس بجے ہماری گاڑی قطب العلماء تاج الکملاء منبع انوارِ رحمت جامع شریعت وطریقت مرجع السالکین شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کی وراثت کے امین اور اُن سے تصوف وسلوک کی منازل طے کرکے ہزاروں لوگوں کو محبت الٰہیہ کے جام پلانے والے

درویش حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی خانقاہ اور اُن کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالوحید رائے پوریؒ کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ قادریہ ڈھڈیاں شریف کے اِحاطہ میں داخل ہوئی۔

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کے کمرہ کی طرف جب جارہے تھے تو فرمانے لگے کہ تقریباً پینتیس سال پہلے جب قطب عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب قدس سرہٗ العزیز یہاں پر تشریف لائے تھے تو اُس بھی وقت آیا تھا اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کی قبر کے دائیں پہلو کی طرف اِشارہ کر کے فرمانے لگے کہ یہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ مراقب ہو کر بیٹھا کرتے تھے اِسی دوران حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سیدھے خانقاہ میں پہنچ کر حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہٗ کے کمرہ میں داخل ہوگئے، دیکھا تو وہاں پر حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کے پاس خانقاہ خلیلیہ سہارنپور ہندوستان سے آنے والے حضرت مولانا زکریا صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا طلحہ صاحب، حضرت مولانا مفتی خالد صاحب مدظلہٗ اور امین عام مظاہر العلوم حضرت مولانا شاہد صاحب اور حضرت مولانا خالد منیار صاحب گجراتی، مولانا اُویس صاحب، مولانا یاسر صاحب اور حضرت مولانا طلحہ صاحب کے خادمِ خاص مولانا اُسامہ صاحب اور دیگر علماء اکرام وصوفیاء عظام موجود تھے۔ حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم سے مصافحہ فرمایا اور بیٹھ گئے، راقم کے زیرِلب یہ شعر بے ساختہ جاری ہوا :

اے عشق مبارک تجھ کو ہو اَب ہوش اُڑائے جاتے ہیں
جو ہوش کے پردے میں تھے نہاں وہ سامنے آئے جاتے ہیں

کمرہ میں ہر طرف سکوت، اَکابر علماء وصوفیاء کا جم غفیر، خانقاہ کی سادگی اور چار پائی پر جلوہ افروز حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب کے دل سے ہر دو سیکنڈ بعد نکلنے والی ہائے ہائے کی آوازوں نے ساڑھے دس بجے تک عجیب سماں باندھے رکھا۔

ویرانی دل کیونکر نہ مٹے جب اِس طرح چوٹ پہ چوٹ پڑے

چنانچہ 10.30 بجے حضرت مولانا شاہد صاحب نے حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب سے کھانے کی اجازت طلب کی حضرت نے مرحمت فرمائی۔ کھانے کے بعد حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب

اور ہندوستان سے تشریف لانے والے علماء کرام وصوفیاء عظام حضرت رائے پوریؒ کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے وہی جگہ جس کی طرف حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے اِشارہ فرمایا تھا کہ یہاں حضرت مولانا زکریا صاحبؒ مراقب رہا کرتے تھے بالکل اُسی جگہ حضرت مولانا طلحہ صاحب حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اور دیگر حضرات بیٹھ گئے تقریباً بارہ بجے تک ذکر واَذکار و دُعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کے بعد اُٹھ گئے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اور حضرت مولانا طلحہ صاحب آرام فرمانے کے لیے لیٹ گئے۔

صبح چھ بجے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نمازِ فجر کی اَدائیگی کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے وہاں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری صاحبؒ کے بھتیجے و مہتمم مدرسہ عربیہ قادریہ ڈھڈیاں کے جناب قاری مظفر صاحب نے فجر کی نماز پڑھائی اور تمام شرکاء سے ساڑھے چھ بجے تک اللہ اللہ کی ضربیں لگوائیں۔ حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مسجد سے فارغ ہو کر پھر دوبارہ حضرت رائے پوریؒ کی قبر پر تشریف لے گئے اور حضرتؒ کے مزار مبارک کے دائیں طرف بیٹھ کر مراقبہ فرمانے لگے۔ بعد ازاں حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اشراق کے نوافل کی ادائیگی کے لیے مسجد میں تشریف لے آئے اور نوافل کی اَدائیگی میں مصروف ہو گئے تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا طلحہ صاحب مدظلہم کے رفیقِ سفر مولانا اُسامہ صاحب میرے پاس تشریف لے آئے اور اپنے آنے والے وفد کی کچھ ضروری معلومات اور مشن کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

اِتنے میں حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نوافل کی اَدائیگی کے بعد خانقاہ کی طرف جانے لگے تو راستے میں کچھ علماء وصوفیاء حضرات نے حضرت سے ملاقات فرمائی تقریباً آٹھ بجے حضرت خانقاہ میں پہنچ گئے ساڑھے آٹھ بجے تمام حضرات نے ناشتہ کیا اور اجازتِ رُخصت ودعاؤں کے لیے حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہم کے پاس خانقاہ میں پہنچ گئے دُعاء کے بعد حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اور تمام حضرات نے اجازتِ رُخصت طلب کی اور خانقاہ سے باہر تشریف لے آئے تو دیکھا علاقے کے علماء جن میں حضرت مولانا مفتی مطلوب صاحب، قاری مظفر صاحب جامعہ مدنیہ کے فاضل مولانا عمر صاحب اور اُن کے برادرِ کبیر مولانا خبیب صاحب اور دیگر حضرات جو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے انتظار میں کافی دیر سے کھڑے تھے فوراً حضرت کی طرف لپکے اور مدرسہ عربیہ رحیمیہ جمال القرآن جھاوریاں جانے کی دعوت دی، حضرت نے قبول فرمائی۔ پونے دس بجے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے حضرت مولانا طلحہ صاحب مدظلہم سے مصافحہ فرمایا۔ حضرت مولانا طلحہ صاحب مدظلہم کا قافلہ فیصل آباد کے لیے روانہ

ہو گیا اور ہم خانقاہ سے تقریباً دس کلو میٹر دُور مدرسہ عربیہ رحیمیہ جانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ دس بجے ہماری گاڑی حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز اور تبلیغی جماعت کے اِبتدائی ساتھی اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے تلمیذِ رشید جناب قاضی عبد القادر صاحبؒ کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ کے اِحاطہ میں داخل ہو گئی وہاں حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کے استقبال کے لیے علاقے کے علماء جن میں حضرت مولانا مفتی احسن صاحب، مفتی مطلوب صاحب، مولانا زاہد صاحب، جامعہ کی انتظامیہ و طلباء اور دیگر حضرات کھڑے تھے۔ اُنہوں نے حضرت سے مصافحہ فرمایا اور جامعہ کے لیے دُعاء کی درخواست کی، حضرت نے تمام طلباء و شرکاء کے مابین دُعاء فرمائی اور واپسی کے لیے براستہ بھیرہ موٹروے سفر شروع فرمایا اور سہ پہر 3:00 یہ بابرکت سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔

قارئین یہ سعادتوں بھرا سفر اپنے اختتام کو تو پہنچ گیا لیکن وہ چھوٹا سا خالی اینٹوں والا کمرہ پُرنور سفید ریش و سفید پوش اور دراز قد، روشن پیشانی و سرخ رنگت اَولیاء اللہ کی حقیقت نگر وحق شناس آنکھ، خوفِ خدا و حیا کے حسین امتزاج سے لبریز جُھکی ہوئی گردن کے ساتھ ہر وقت مراقبہ میں مصروفِ عمل اپنے شیخ کی جدائی میں چالیس سال سے کھانے سے بے پرواہ ولی کامل جانشین حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائپوریؒ جب یاد آتے ہیں تو بے اختیار یہ شعر زبان سے جاری ہوتا ہے کہ :

خَیَالُکَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکْرُکَ فِیْ فَمِیْ     وَمشواکَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

اے ولی کامل تو میری آنکھوں میں بسا ہوا ہے اور تیرا ذکر ہر وقت میری زبان پر ہے اور تو میرے دل میں اُتر چکا ہے اَب تو مجھ سے کیسے غائب ہو سکتا ہے۔

اور یہ محبت ہمارے ایمان کا حصّہ بھی ہے کیونکہ روایات میں آتا ہے کہ : مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدَ اللّٰہِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ . جس کسی نے کسی اللہ والے سے محبت کی تو اُس نے اللہ کا اکرام کیا۔

آخر میں دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ وقت شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب دامت برکاتہم و جامعہ مدنیہ جدید کے دیگر اَساتذہ کرام کی صحبت میں گزارنے اور اُن سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین والحمد للّٰہ رب العالمین.

# MASTER PLAN OF JAMIA MADNIA JADEED

| SR. NO. | Component | Capacity per unit | Total Capacity | No. of Stories | Area Per Unit Sq. Ft. | Total area/Covered area Sq.Ft. |
|---|---|---|---|---|---|---|
| **MOSQUE & ADMINISTRATION** | | | | | | |
| 1 | Mosque | 5,300 Internal Space 2,500 Open Space | 7,800 | 1 | 37,164 | 37,164 |
| 7 | Administration Block | -- | -- | 2 | 4,125 | 4,125 |
| 29 | Guard Room | -- | -- | 1 | 150 | 150 |
| **EDUCATIONAL** | | | | | | |
| 2 | Class Room | 500 | 4,500 | 1 | 5,400 | 48,600 |
| 3 | Dar-ul-Quran/Childrens Hostel | 500 | 500 | 2 | 13,500 | 13,500 |
| 4 | Auditorium/Dar-ul-Hadith | 1,000 | 1,000 | 1 | 19,600 | 19,600 |
| 5 | Dar-ul-Iftah | -- | -- | 1 | 3,600 | 7,200 |
| 6 | Library | 10,00,000 Books | 10,00,000 Books | 3 | 11,520 | 11,520 |
| **RESIDENTIAL** | | | | | | |
| 8 | Student Hostel | 150 | 7,200 | 3 | 2,240 | 1,07,520 |
| 9 | Mess Dinning Hall | 1716 | 1716 | 2 | 8,580 | 17,160 |
| 10 | Kitchen | -- | -- | 1 | 4,800 | 4,800 |
| 11 | Teacher's Residence | 2 Rooms | 52 Units | 1 | 625 | 30,000 |
| 12 | Guest House & Mosque | 5 Rooms | 1 Unit | 1 | 1,375 | 1,375 |
| **COMMERCIAL, HEALTH & SUPPORT SERVICES** | | | | | | |
| 13 | Wordshops/Maint. Staff Res. | 40 Persons | 40 Persons | 2 | 3,960 | 6,336 |
| 14 | Shops (Book Shop, Dispensary, Cafeteria. Post Office) | 10 Shops | -- | 1 | 6,500 | 6,500 |
| 18 | Tubewell | -- | -- | -- | 650 | 650 |
| 19 | Water Tower | -- | -- | -- | 450 | 450 |
| 20 | Hospital Site | -- | -- | -- | 108,622 | As per Req. |
| **SPORTS & RECREATION** | | | | | | |
| 21 | Swimming Pool & T/Showers | -- | -- | 1 | 6,480 | 2,000 |
| 22 | Volley Ball | 3 Courts | -- | -- | 3,690 | 11,070 |
| 23 | Basket Ball | 2 Courts | -- | -- | 3,690 | 7,380 |
| 24 | Field Games/Langri etc. | -- | -- | -- | 22,167 | 22,167 |
| 25 | Football Ground | -- | -- | -- | 57,000 | 57,000 |
| 27 | Swimming Pool (Children) | -- | -- | -- | 1,460 | 1,460 |
| 28 | Play area & Zoo | -- | -- | -- | 14,000 | 14,000 |

**Scale : 1′ = 80′**